

عورت کا حجاب

خدا کا حکم ہے

حجاب، پردہ اور برقع سب کا ایک ہی مقصد ہے، اجنبی اور غیر محرم مردوں کی نظروں سے خود کو محفوظ رکھنا اور خدا کے اس حکم کا خود کو پابند بنا کر اس کی مبارک اور رحمت نواز چھاؤں میں زندگی کے کارواں کو عزت وعافیت اور خیر وبرکت کے ساتھ آگے بڑھانا تاکہ دنیا کی رشک آفریں اور کامیاب زندگی کے ساتھ ساتھ کل میدان حشر میں بھی خدا کے سامنے رسوائی سے حفاظت، جہنم سے نجات اور جنت کا استحقاق نصیب ہو۔

(مؤلف)

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

(خلیفہ ومجاز)

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ



ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)



حجاب، پردہ اور برقع سب کا ایک ہی مقصد ہے، اجنبی اور غیر محرم مردوں کی نظروں سے خود کو محفوظ رکھنا اور خدا کے اس حکم کا خود کو پابند بنا کر اس کی مبارک اور رحمت نواز چھاؤں میں زندگی کے کارواں کو عزت وعافیت اور خیر وبرکت کے ساتھ آگے بڑھانا تاکہ دنیا کی رشک آفریں اور کامیاب زندگی کے ساتھ ساتھ کل میدان حشر میں بھی خدا کے سامنے رسوائی سے حفاظت، جہنم سے نجات اور جنت کا استحقاق نصیب ہو۔

(مؤلف)

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

(خلیفہ ومجاز)

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حاذق الامت حضرت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

مخلص اور طالب حق کو طباعت کی اجازت ہے

اگر کوئی نیکی کا طالب اردو کے علاوہ دوسری زبانوں میں اس کتاب کو منتقل کرنا چاہے تو اجازت ہے۔

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عورت کا حجاب خدا کا حکم ہے

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

کمپیوٹر و کتابت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبداللہ علاء الدین قاسمی

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔60

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کے پتے

☆ قاری عبدالعلاّم صاحب، C-178 تیسری منزل نزد چاند مسجد پُرانی سیما پوری (دہلی۔95)

☆ حاجی عبدالغنی صاحب، A-330 نزد مرکزی جامع مسجد پُرانی سیما پوری (دہلی۔95)

☆ قاری مطیع الرّحمٰن صاحب، اتوار بازار، نزد مدینہ مسجد، اگر نگر مبارک پور، (نئی دہلی)

☆ محمد اسلم و حافظ عبدالعزیز صاحب، چمن جنرل اسٹور 1981 گلی قاسم جان بازار لال کنواں، نزد ہمدرد دواخانہ (دہلی-6)

CONTACT KHANQUAH

Abdullah: 7654132008-Q. Abdul Allam: 9818406313

H. Abdul Gani : 9811542512 Md Aslam: 9250283190

H. Abdul Aziz:9811626704 Q. Mutiur Rahman: 8882919635

Email: Abdullahdbg1994@gmail.com

فہرست مضامین



مقدمہ

ہر عورت کی بھلائی اور ترقی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے

خدا کے ضروری اور اہم احکام کی طرح حجاب بھی ایک شرعی اور الٰہی حکم ہے، اللہ کی جانب سے یہ عورت کا ذاتی حق ہے جس میں کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں۔ قرآن شریف میں کئی مقامات پر اس کی اہمیت وضرورت کو نہایت شدت وتاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اور سچ یہی ہے کہ حجاب خدا کا ایسا لازمی اور ضروری حکم ہے کہ اس کے بغیر عورت کے اندر نہ صالحیت وصلاحیت پیدا ہوسکتی ہے اور نہ ہی انسانیت کی وہ حسین تصویر وتمثیل بن سکتی ہے، بلکہ حجاب کے عدم لحاظ کی صورت میں وہ درجۂ انسانیت سے گرتے گرتے حیوانوں اور شیطانوں کی صف میں چلی جاتی ہے، جیسا کہ یورپ، انگریزی اور غیر اسلامی ملکوں میں اس کے مناظر عام طور پر دیکھے جاسکتے ہیں، اس لئے کہ حجاب کا اہتمام اور اس کی پابندی خدا کا ایک فطری حکم ہے اور جب فطرت کے خلاف بغاوت ہوگی تو کسی بھی چیز اور کسی بھی ماحول میں نہ حسن ورونق ہوگا اور نہ ہی امن وسکون ہوگا، یہی وجہ ہے کہ حجاب کی عظمت ہر دل کو دستک دیتی ہے خواہ مسلم ہو، یا غیر مسلم، اس کے برخلاف بے حجابی دل کو ہرگز دستک نہیں دیتی بلکہ صاف دل مرد ہو یا عورت سب کو بُری لگتی ہے۔

غرض یہ کہ حجاب کا اختیار کرنا نظام الٰہی کی حمایت وموافقت ہے اور اس سے احتراز واجتناب خدا اور اس کے قانون کے ساتھ کھلم کھلا بغاوت ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اسلام میں عورت کیلئے حجاب کو کیوں لازم کیا گیا ہے اس کے اختیار کی

صورت میں کیا منافع اور فوائد ہیں اور عدم اختیار کی صورت میں کیا نقصانات ہیں؟ تو آئے ہم قرآن کا مطالعہ کریں، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب آیت ۵۴ میں فرمایا۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ۔

آیت پاک میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے حجاب کا حکم فرمایا ہے، اور قابل غور امر یہ ہے کہ ایسے پاک اور طاہر حضرات کو پردے کے باہر رہ کر سوال کرنے کو کہا گیا ہے جن کی عظمت کی دنیا کا ہر مسلمان قسم کھاتا ہے، یعنی صحابہ کرام کو پیغمبر کی ازواج مطہرات سے پردے کے پیچھے رہ کر بات کرنے کا حکم کیا گیا ہے، جبکہ ازواج مطہرات خود امت کی طاہرات اور پاکدامن مائیں ہیں، آگے اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت اور وجہ بھی خود ہی بیان فرمادی کہ حجاب کو اختیار کرنے کی صورت میں تمہارے دل بھی بالکل پاک رہیں گے، اور ازواج مطہرات کے دل بھی۔

ظاہر ہے دل جو جسم وروح کا رئیس اور سردار ہے وہ پاک رہے گا تو تمام اعضاء جو دل کے تابع ہیں وہ بھی پاک رہیں گے اور حجاب کا مقصد یہی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ (سورہ احزاب)

حجاب کا حکم اللہ نے اس لئے دیا ہے تا کہ تمہیں معصیت کی گندگی سے دور رکھے اور تمہیں صاف رکھے، معلوام ہوا کہ حجاب سے دل فساد اور شیطانی وساوس سے پاک رہیں گے، اور کون نہیں چاہتا کہ وہ پاک اور نیک رہے اور لوگ اسے پاک اور نیک انسان کہیں۔

انسان اس روئے زمین پر بلا وجہ میں پیدا نہیں ہو گیا کہ نہ اس کی زندگی کا کوئی نظام ہو اور نہ قانون، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے جینے اور دنیا میں زندگی گزارنے کا ایک مکمل نظام عطا کیا اور اس نظام کو پیش کرنے کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنی آسمانی کتابیں دے کر مبعوث فرمایا ہے، آپ قرآن مقدس کا مطالعہ کیجئے اس کا ایک پیغام بھی انسانی فطرت اور اس کے حقوق کے خلاف آپ کو نہیں ملے گا، بلکہ اللہ کا ہر حکم فطرت اور عقل ودل کے پیمانے پر پورا پورا اترتا ہوا دکھائی دے گا، خدا

کا ہر کلام اور ہر پیام انسان کے دل کو بھرپور قوت ویقین کے ساتھ دستک دیتا ہے کہ اس میں حقیقت، سچائی، مکمل کشش اور نفع رسانی کی کامل صلاحیت موجود ہے۔

چنانچہ سورۂ نور میں دل کو معصیتوں اور ناپاک وساوس سے پاک رکھنے کا طریقہ یہ بیان کیا گیا کہ آنکھ جو دل کا دروازہ ہے جہاں سے بدنگاہی شروع ہوگی اسی کو بند کردو، قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ۔ وَقُل لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِن۔

مذکورہ آیات میں مرد وعورت دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا اللہ نے حکم اسی مقصد کے پیش نظر دیا ہے، بہر حال مذکورۃ الصدر آیت، وَمِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ۔ سے اصل مدعا اور مقصد کو جاننا چاہئے کہ حجاب کی حقیقت اور اس کا خلاصہ کیا ہے؟ حجاب دراصل پردہ کو کہتے اور پردہ کی تعریف یہ ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان کوئی آڑ کیا جائے خواہ دیوار کی آڑ ہو یا کسی دبیز کپڑے کے ذریعہ آڑ ہو ایسی آڑ کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے، ظاہر ہے عورت جب برقع استعمال کرتی ہے تو مرد اس کے چہرے اور ان مقامات کو نہیں دیکھ سکتا جن کا شرعاً چھپانا ضروری ہے اس سے اس کے جسم کے تمام اعضاء پردہ کے نیچے مستور ہو جاتے ہیں۔

اسلام کا کوئی بھی قانون فطرت کے خلاف نہیں، قرآن مقدس کو نازل ہوئے ساڑھے چودہ سو سال گزر چکے، مگر آج تک اس کا کوئی حکم پُرانا نہیں ہوا ہے، ہر دور اور ہر زمانہ میں ہر شخص کیلئے اس کا ہر پیغام قدیم وجدید کا حسین سنگم تھا اور ہے اور رہے گا، حالات خواہ کتنے ہی بدل جائیں مگر خدا کا پیغام اور اس کا نفع وتاثیر زیادہ تو ہوسکتی ہے مگر کم نہیں، آج کے دور میں جبکہ شرور وفتن حد سے زیادہ بڑھ رہے ہیں خدا کے اس حکم کو ماننا اور اس پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے تا کہ خواتین اسلام ضلالت اور ہر قسم کی گمراہی اور فتنہ سے خود کو محفوظ رکھ سکیں، صدیوں کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ برقع میں رہنے والی عورت کو ہر قوم میں عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کا یہی خوشگوار انجام ہوتا ہے۔

نیک اور پرہیزگار عورت وہی ہے جو برقع کو پسند کرے اور اُس کو اختیار کرے، برقع کے

بغیر خاتون نیک نہیں بن سکتی ،اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:یا نِساءَ النّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّساءِ إِنِ اتَّقَيْتُن۔(سورۂ احزاب)

اے ازواج مطہرات ! اگر تم تقویٰ اختیار کروگی تو تم دنیا کی دوسری عورتوں کے مقابلہ میں ممتاز اوراعلیٰ مراتب کی حامل ہوں گی ۔حصول تقویٰ کیلئے آگے اللہ تعالیٰ نے ،وَلا تَبَرَّجْنَ تَبرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ارشاد فرمایا۔کہ پہلی جاہلی زندگی کی طرح اپنے جسم وچہرے کی نمائش کرتی نہ پھرو۔

ایک نیک خاتون بننے کیلئے قرآن نے عورت کے چہرہ اس کےجسم وبال اور دیگر تمام مقام ستر کو مردوں کی نگاہوں سے ہٹا کر رکھنے کا حکم دیا ہے،اس کے التزام واہتمام کے بغیر وہ نیک اور پاکدامن نہیں کہلاسکتی ،اگراس نے خدا کے اس پیغام کودل سے مانا اوراس پر عمل بھی کیا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو بابرکت بارعب اورخوش نصیب انسانوں میں شمار فرمائیں گے،دنیا کے ہرانسان اور ہر مخلوق کے دل میں اسے عزت بھی ملے گی اوررعب ووقار بھی حاصل ہوگا۔

عورت کا سب سے اونچا مقام یہی ہے کہ اللہ نے اس کو انسان بنایا پھر دنیا وآخرت میں کامیابی اور ہمہ گیرعزت وعظمت کا تاج اس کے سر پر رکھنے کیلئے دولت ایمان سےنوازا، جب وہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پڑھ کر اس کے جملہ تقاضوں کا احترام وامتثال کرے گی اوراتباع وطاعت کے مضبوط ومستحکم حلقۂ اسلام اورقلعۂ ایمان میں خودکومحصور ومحبوس رکھے گی تو دونوں جہاں کی انواع واقسام کی نعمتوں اوررحمتوں سے اللہ تعالیٰ اس کے دامن مرادکو بھر دیں گے ،جیسے جیسے وہ طاعت خداوندی اور محبت الٰہی کے سفر پر اہتمام والتزام کے ساتھ عاشقانہ رواں دواں آگے بڑھتی جائیگی دنیا کی ہر مخلوق اس کے تابع فرمان اور ہر دشمن اس کی ٹھوکروں میں آتا چلا جائے گا، ہرسمت خدا کی رحمتوں، برکتوں، سعادتوں اورمسرت وفرحت کی خوشبوئوں کو وہ دیکھے اورمحسوس کرے گی ،کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا استقبال کرنے پر فخر محسوس کرے گا،اسی لئے علّامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا ؎

مومن کی جہاں کی حد نہیں ہے
مومن کا مقام ہر کہیں ہے

ایسی خاتون جس جگہ جس ماحول اور جس خانۂ ویراں میں بھی جائے گی وہاں رحمت ونکہت کی بارش ہوگی، وہ گھر رحمت وبرکت سے معمور ہوگا، وہاں خوشیوں کا چمن آباد ہوگا، وہاں کی ہر صبح صبح بنارس اور ہر شام شام اودھ ہوگی، زندگی اپنی تمام تر رعنائیوں اور حسن وجمال کی رونقوں سے صدا بہار اور خوشگوار ہوگی، انسانیت کی صحیح اور سچی تصویر کا وہ نمونہ ہوگی، رشد وہدایت کا چراغ اور نسل نو کی مسیحا ہوگی، دنیا کی ہر صنف انسانی مرد وعورت، مسلم وغیر مسلم سب اس کے مداح اور معتقد ہوں گے۔

الغرض ایسی خاتون پر زمانہ رشک ہی نہیں اشک بھی برسائے گا، امن وعزت اس کی زندگی کے گہوارہ میں ہر طرف پروان چڑھے گی۔ پردہ عورت کی زندگی کا حسن ومعیار، اس کی عظمت کی معراج، رحمتوں کا دارومدار، شخصیت کا وقار، رضاء الٰہی کا محور، معصیت سے فرار، مصیبتوں سے انخلاء، وحشتوں سے نجات، دشمنوں سے حصار، اور دل کیلئے باعث قرار اور اس سے جملہ عبادتوں کیلئے عورت لائق اعتبار اور سب کی نگاہوں میں رعب دار ہوجاتی ہے۔

اسلئے عورت کو چاہئے کہ شریعت الٰہی کے ہر حکم کو دل سے تسلیم کرے اور اس پر اخلاص قلب سے عمل بھی کرے، دل میں اس بات اور عقیدہ کو جمالے کہ دنیا وما فیہا سب خاک تھے اور خاک ہیں اور خاک ہوجائیں گے، گنتی کے چند دن اس کے پاس یہ دنیا رہے گی پھر فنا ہوجائے گی، اصل اور دائمی نعمت ودولت اعمال صالحہ اور نیکیاں ہیں جو صدا کے گھر آخرت میں کام آئیں گی، مومن عورت کا اصلی وطن آخرت ہی ہے، جہاں کروڑوں، اربوں برس اور ہمیشہ ہمیش اسے رہنا ہے، وہ جنت جہاں کے محلات اس کا مسکن اور خانۂ رحمت وعیش ہوں گے، جہاں کی ایک نعمت دنیا کی ہر نعمت سے صدہا اور ہزار گنا اعلیٰ وعمدہ ہوگی، جس کی لذت کو الٹی اور مزہ اس نے اس جہاں میں نہ دیکھا ہوگا، نہ چکھا ہوگا۔ جنت میں مومن مرد وعورت کو کیا کیا نعمتیں ملیں گی اس کیلئے میری کتاب ''جنت کے حسین محلات اور لذیذ ونفیس نعمتیں'' کا مطالعہ کریں۔

حاصل کلام یہ کہ ایک خاتون جب دین اسلام اور دینی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر اعمال صالحہ کا نمونہ بنے گی تو اس سے کائنات انسانی کی تعمیر ہوگی، اس عالم میں بہار آئے گی، جس معاشرہ میں ایسی نیک خاتون کا وجود ہوگا وہ معاشرہ خوبصورت، دلکش اور رحمت وبرکت سے آباد اور پررونق ہو جائے گا، اور اس ایک چراغ سے سینکڑوں چراغ روشن ہوتے چلے جائیں گے، اس لئے عورت کو چاہئے کہ وہ دنیا کی محبت وطمع کو دل سے نکال دے، اور صبر وشکر اور رضائے الٰہی کے زیور سے خود کو آراستہ کرے، تاکہ زندگی کی ہر منزل پر خوش قسمتی اور خوش نصیبی اس کا استقبال کرے، یاد رکھئے جب آپ ایک صالح اور نیک خاتون بننے کیلئے کمر کس لیں گی تو پھر سو فیصد اطمینان کر لیجئے کہ آپ نے اب اپنی خوش نصیبی کا دروازہ اللہ سے کھلوا لیا، اب آپ کی زندگی کے آنگن میں شقاوت وبدنصیبی بھولے سے بھی نہیں آئے گی، اب آپ کے مستقبل کا لمحہ لمحہ خوشیوں اور خوش نصیبیوں سے معمور ہوگا، آپ جس کام اور جس میدان میں قدم رکھیں گی سعادت وخوش نصیبی آپ کا قدم چومے گی، اگر آپ نے تجربہ نہیں کیا ہے تو ایک بار تجربہ کر کے دیکھ لیجئے صرف ایک ماہ میں ہی ان شاء اللہ آپ اپنی زندگی میں متنوع اور عظیم انقلاب کا مشاہدہ کر لیں گی، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نیک وصالح خواتین میں شامل فرمائے اور اس کتاب کے مطابق زندگی کے کارواں کو آگے بڑھانے کی سعادت وتوفیق عطا فرمائے، اور عقل سلیم وقلب سلیم عطا فرمائے۔ (آمین)

(حضرت مولانا) **محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی**

خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دبھنگہ (بہار)

۱۵ رجب المرجب بروز پنجشنبہ ۱۴۴۳ھ

۱۷ فروری، بروز پنجشنبہ ۲۰۲۲ء

عورتوں کا پردہ قرآن کی روشنی میں

حجاب شرعی کی سب سے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ پورے جسم کے لئے ساتر ہو، عورت کے پورے جسم کو چھپالے، وہ دبیز ہو اور کشادہ ہو، نہ باریک ہو کہ اس سے جسم نظر آئے اور نہ تنگ ہو۔

قرآنِ کریم میں عام حکم ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ، ذٰلِکَ اَدْنٰیٓ اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ، وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ (الاحزاب:۵۹)

ترجمہ: اے نبی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلم عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادریں پھیلا لیا کریں، یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے؛ تاکہ وہ پہچان لی جائیں کہ انہوں نے ہم سے پردہ اور حجاب کرلیا ہے اور نہ ستائی جائیں، اللہ غفور رحیم ہے۔

اس آیت کریمہ سے (١) عورتوں کے لئے پردہ کا وجوب (٢) اور پورے جسم کو چھپانے والے برقع اور چادر کے استعمال کا ضروری ہونا دونوں باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس آیت کے اترنے کے بعد انصار کی خواتین سیاہ چادروں میں ملبوس ہو کر باہر نکلا کرتی تھیں۔ (مصنف عبدالرزاق ۲/ ۱۲۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''اس آیت میں اللہ عزوجل نے تمام عورتوں کو حکم فرمایا ہے کہ جب بھی کسی ضرورت سے گھروں سے باہر نکلیں تو اپنا پورا جسم مع سر و چہرہ ڈھانک لیں، صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں''۔ (ایضاً)

امام محمد بن سیرینؒ نے حضرت عبیدہ بن سفیان سے پوچھا کہ اس حکم قرآنی پر عمل کا طریقہ کیا ہے؟ انہوں نے خود چادر اوڑھ کر بتایا، اور اپنی پیشانی اور ناک اور ایک آنکھ چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ (احکام القرآن ۳/ ۴۵۷)

امام برسوی حنفی لکھتے ہیں:

''آیت کے معنی یہ ہیں کہ ضرورت کے وقت گھروں سے نکلنے کی صورت میں عورتیں چاردوں سے اپنے جسموں اور چہروں کوڈھانک لیا کریں، وہ باندیوں کی طرح چہرہ کھول کر اور جسم کے اعضاء عریاں کر کے نہ نکلا کریں؛ تاکہ فاسق وفاجر لوگ ان کے ساتھ تعرض اور ایذاء کا معاملہ نہ کرسکیں، نیک عورت کی پہچان اہل حقیقت کی نگاہوں میں یہ ہے کہ خوفِ خدا اس کا حسن وجمال ہو، قناعت اس کی دولت ہو، عفت وعصمت اور تہمتوں سے اجتناب اس کا جوہر وزیور ہو''۔ (تنویر الاذہان من تفسیر روح البیان: اسماعیل البرسوی ۳/ ۲۵۴)

قرآنِ کریم میں دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَاِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعاً فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ، ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِن۔ (الاحزاب: ۵۳)

ترجمہ: نبی کی بیویوں (اسی حکم میں تمام مؤمن عورتیں ہیں) سے اگر تم کو کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔

یہ آیت کریمہ اس باب میں انتہائی صریح ہے کہ عورتیں مردوں سے مکمل پردہ کریں، اجنبی مردوں سے اپنا پورا جسم اس اہتمام سے چھپائیں کہ مردوں کی نظر ان پر بالکل نہ پڑ سکے، بتایا گیا ہے کہ یہ پردہ مرد وزن ہر ایک کے دل کو پاک رکھنے کا انتہائی مؤثر ذریعہ ہے، اور اسی طرح فواحش میں ابتلاء سے بچاؤ ہوسکتا ہے، یہ بھی اشارہ کر دیا گیا ہے کہ بے پردگی لعنت اور نجاست اور خبیثانہ عمل ہے، جب کہ پردہ اللہ کی رحمت، شریفانہ عمل اور دل ونگاہ کی طہارت ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس آیت سے یہ اصول معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا پورا جسم ستر ہے، اسے چھپانا ضروری

ہے، بلاضرورتِ شدیدہ اس کا اظہار جائز نہیں ہے، براہِ راست یہ حکم ازواج مطہرات کے بارے میں ہے؛ لیکن دوسری عورتیں بدرجۂ اولیٰ اس حکم کی مخاطب ہیں''۔ (الجامع لاحکام القرآن ۱۴/ ۲۲۷)

علامہ شنقیطی نے لکھا ہے:

''اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ یہ آیت ازواجِ مطہرات کے ساتھ خاص ہے، تب بھی اس امر میں کسے شک ہوسکتا ہے کہ ازواجِ مطہرات پوری امت کے لئے سب سے بہتر نمونہ ہیں، آج بے پردگی اور عام مخلوط مجالس اور تعلیم کی دعوت دینے والے بد باطن افراد اگر عورتوں کو ازواجِ مطہرات کی پیروی سے روکتے ہیں تو وہ اپنے دل کے روگ اور اپنے باطن کی غلاظت کا اظہار کرتے ہیں''۔ (اضواء البیان: محمد امین شنقیطی ۶/ ۵۹۲)

مخلوط مجالس، مخلوط تعلیم، جمہوری اداروں اور دفاتر میں مرد و زن کا آزادانہ اختلاط اور میل جول دلوں کو گندا کرنے والا عمل ہے، جسے قرآن کے حکم حجاب کو نہ ماننا ہو وہ صاف انکار کردے، مگر قرآن کے حکم کی علانیہ مخالفت اور ڈھٹائی کے ساتھ اسے دلوں کی غلاظت کا ذریعہ نہ تسلیم کرنا انتہائی ذلیل حرکت ہے۔

قرآن ہر خاتون کو صراحۃً تاکید کرتا ہے:

وَلاَتَبَرَّ جْنَ تَبَرُّ جَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلىٰ۔ (الاحزاب: ۳۳)

ترجمہ: زمانۂ جاہلیت کی طرح سج دھج کر مت دکھاتی پھرو۔

عورت کے لئے بے پردگی، اجنبیوں کے سامنے اپنے محاسن و مفاتن کا اظہار اور اپنے چہرے اور زینت کی نمائش اس آیت میں حرام قرار دے دی گئی ہے، اس میں کسے شبہ ہوسکتا ہے کہ عورت کے حسن و جمال کا اصلی مرکز اس کا چہرہ ہے، جسم کے دیگر حصوں کو مستور رکھا جائے اور مرکزِ حسن چہرے کو کھلا رکھا جائے، یہ کب معقول بات ہوسکتی ہے؟ اسی لئے شریعت نے پورے پردے کی تاکید فرمائی ہے۔

عورتوں کا پردہ احادیث نبویہ کے آئینہ میں

آیاتِ قرآنیہ کی صراحتوں کے علاوہ حضور اکرم ا کی صریح اور صحیح احادیث سے پردے کے وجوب کا حکم ثابت ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا، وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ا مُحْرِمَاتٍ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا أَسْدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ۔ (مسند احمد: ۱۱/ ۲۱۵)

ترجمہ: سوار ہمارے پاس سے گذرتے تھے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں، جب وہ لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہروں پر ڈال لیتی تھیں، اور جب وہ گذر جاتے تو منہ کھول لیتی تھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حالت احرام میں گنجائش کے باوجود پردے کا اس قدر اہتمام ضروری ہے تو دیگر حالتوں میں یہ اہتمام کس قدر ضروری ہوگا؟

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت نبہان کا بیان ہے کہ:

''ام سلمہ نے مجھے مکاتب بنایا (آزادی کے لئے رقم متعین کردی) پھر مجھ سے دریافت کیا کہ متعینہ رقم میں کتنا باقی رہ گیا؟ میں نے بتایا تو حکم دیا کہ میں وہ رقم ان کے بھائی یا بھتیجے کو ادا کردوں، پھر مجھ سے پردہ شروع کردیا، مجھے اس پر رونا آگیا، میں نے کہا کہ میں رقم ادا نہ کروں گا اور آپ کا غلام رہوں گا، آپ پردہ نہ کریں، مگر انہوں نے مجھے قسم دی، اور کہا کہ: بیٹے! تم رقم ادا کرو، آزاد ہوجاؤ، اور اب تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکوگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: إِذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ، فَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّىْ، فَلِتَحْتَجِبْ مِنْهُ۔ اگر تم میں سے کسی خاتون کے پاس مکاتب غلام ہو، اور اس کے پاس اتنی رقم ادا کرنے کا انتظام ہو جس سے وہ آزاد ہوسکے، تو عورتیں اس سے پردہ کریں''۔ (مسند احمد ۶/ ۲۸۹)

اس حدیث سے پردے کے تعلق سے اسلام کے نظام کی اہمیت اور نزاکت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے بعد نکاح فرمایا، کچھ مسلمانوں کو شبہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا ہے یا باندی بنایا ہے، پھر انہوں نے باہم طے کیا کہ دیکھا جائے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا عام مسلمانوں سے پردہ کراتے ہیں؟ اگر پردہ کراتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا ہے، اور اگر پردہ نہیں کراتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں باندی بنایا ہے، چناں چہ دیکھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا پردہ کراتے ہیں، پھر سب کو یقین ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زوجیت میں لے لیا ہے۔

(صحیح مسلم: کتاب النکاح: باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ)

اس حدیث سے پردے کی اہمیت اور صحابہ کی طرف سے اس کے اہتمام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

واقعۂ افک کے ذیل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت صفوان بن معطل سلمی صبح کے وقت اس مقام پر پہنچے جہاں میں قافلہ سے بچھڑ گئی تھی، اور قافلہ کی واپسی کی منتظر تھی، پردے کا حکم آنے سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے، انہوں نے دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا، اور زور سے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا، جسے سن کر میں نیند سے بیدار ہوگئی، فوراً میں نے اپنے چہرے کو چادر سے ڈھانک لیا۔ (بخاری شریف: کتاب المغازی: باب حدیث الافک)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پردے کا تعلق چہرہ سمیت پورے جسم کو ڈھانکنے اور مستور رکھنے سے ہے، پردے کے سلسلہ میں صحابہ وصحابیات کے احتیاط کا عالم یہ تھا کہ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا ''افلح'' ملاقات کے لئے آئے، حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پردے کا اہتمام کیا اور ان سے ملنے سے انکار کر دیا، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ بتایا کہ وہ تمہارے رضاعی چچا ہیں، تم ان سے ملاقات کر سکتی ہو۔ (مسلم: کتاب الرضاع: باب تحریم الرضاعۃ فی ماء الفحل)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ، فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ۔ (فیض القدیر ۶/۲۶۶)

ترجمہ: عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے، عورت جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ پردے کا تعلق عورت کے پورے جسم، اور جسم کے ہر ہر عضو اور حصے سے ہے، اس کے علاوہ متعدد احادیث میں شوہر کے قریبی رشتہ داروں مثلاً دیور وغیرہ کو موت قرار دیا گیا ہے، یہ رشتہ دار اسی گھر میں عموماً رہتے ہیں، اور عورت گھروں میں عموماً اپنا چہرہ کھلا رکھتی ہے، اس کے باوجود پردے کا حکم دیا گیا ہے، اور شوہر کے قریبی رشتہ داروں کے لئے مثلاً دیور کے لئے اپنی بھابھی سے پردے کا حکم دیا گیا ہے، اور ظاہر ہے کہ اس پردے میں چہرہ بھی شامل ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ عورتیں فجر کی نماز میں مسجد نبوی میں شریک ہوتی تھیں، وہ چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں، نماز کے بعد مسجد سے نکل کر گھروں کو لوٹتی تھیں، اور کوئی انہیں پہچان نہ پاتا تھا۔ (بخاری: کتاب الصلاۃ: باب وقت الفجر)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں چہرہ سمیت پورے جسم کو چادروں میں مستور رکھتی تھیں، اسی لئے ان کو پہچانا نہیں جاتا تھا، اگر ان کے چہرے مستور نہ رہتے تو وہ ضرور پہچان لی جاتیں۔

روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہا ایک بار خدمت نبوی میں آئے، حضرت ام سلمہؓ و میمونہؓ وہاں موجود تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو، وہ بولیں کہ یہ تو نابینا ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں ہو۔ (مسند احمد ۶/۲۹۶)

جب نابینا انسان سے پردے کا حکم عورتوں کو دیا جا رہا ہے، تو بینا مردوں سے پردے کا حکم کس قدر اہم اور لازمی ہوگا، اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

''ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم تھا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقعوں پر کنواری اور شادی شدہ، پاک و ناپاک سبھی عورتوں کو عید گاہ لے چلیں (تاکہ مسلمانوں کی شوکت کا اظہار اور دشمنوں کی حوصلہ شکنی ہو) پاک عورتیں نماز میں شریک رہتی تھی، جب کہ ناپاک عورتیں نماز نہیں پڑھتی تھیں، ہاں دعا میں شریک رہتی تھیں، اس پر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر کسی خاتون کے پاس پردے کی چادر نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی بہن یا سہیلی اسے اپنی چادر اوڑھا لے''۔ (بخاری: کتاب الحیض: باب شہود الحائض العیدین)

اس حدیث سے گھر سے نکلنے کی حالت میں پورے پردے کے التزام و اہتمام کا صریح ثبوت ملتا ہے، بقول حافظ ابن حجر عسقلانی: ''بغیر چادر و پردے کے عورت کا باہر نکلنا ناجائز ہے''۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ (فتح الباری ۱/۴۲۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو انسان از راہِ تکبر اپنا کپڑا گھسیٹے (تہبند یا پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکائے) قیامت کے روز اللہ اس کی طرف نگاہِ رحمت نہ فرمائے گا، سوال کیا گیا کہ عورتوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ وہ اپنا کپڑا لٹکائیں گی؛ تاکہ ان کے پاؤں چھپ جائیں۔ (مسند احمد ۱۷/۲۹۵)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ عورت اپنے پاؤں بھی مستور رکھے گی، جب پیر کا یہ حال ہے تو چہرے کا چھپانا کس قدر ضروری ہوگا؟ سمجھا جا سکتا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا، اور ایک خاتون کا تذکرہ کیا جسے میں پیغام نکاح دینے والا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ پہلے اسے دیکھ لو، یہ زیادہ مناسب ہے؛ تاکہ محبت وتوافق رہے، چنانچہ میں اس خاتون کے گھر گیا، پیغام نکاح دیا اور اس کے والدین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید بتائی، والدین نے گویا اس کو (میرے اسے دیکھنے کی خواہش کو) ناپسند سمجھا، وہ خاتون اندر سے سن رہی تھی، وہ آڑ سے بولی: اگر حضور کا حکم ہے تو تم دیکھ سکتے ہو ورنہ میں تمہیں قسم دیتی ہوں گویا وہ بھی اس کام کو بہت بھاری سمجھ رہی تھی، مگر حکم نبوی کی تعمیل میں تیار ہوگئی، میں نے اسے دیکھا، پھر اس سے نکاح کر لیا''۔ (ابن ماجہ: کتاب النکاح: باب النظر الی المرأۃ)

غور کیا جائے اس حدیث سے صحابہ کے اس معاشرے کی جھلک نظر آتی ہے جو سرتاپا عفت اور صلاح وخیر کا معاشرہ تھا، مرد عورت کو دیکھنے سے ہچکچا رہا ہے، حکم نبوی پر جاتا ہے، لڑکی کے والدین ناگواری ظاہر کر رہے ہیں، لڑکی قسم دے رہی ہے، پھر حکم نبوی کی تعمیل میں مرد عورت کو دیکھ پاتا ہے، اگر بے پردگی کا معاشرہ ہوتا تو لڑکے کو لڑکی کے والدین سے نہ اجازت کی ضرورت ہوتی، اور نہ لڑکی قسم دیتی، مگر وہ معاشرہ حیا اور پردے کا مجسم معاشرہ تھا، پردہ ان کے ہاں آج مروجہ مزین اور ہیجان انگیز نقابوں اور چادروں کا نام نہیں تھا؛ بلکہ وہ عورت کو از سرتاپا مستور رکھتے تھے، اور ان کی عفت، حیا اور پردہ سب ضرب المثل تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مردے کی تدفین میں قبرستان گئے، واپسی پر

اس مردے کے گھر سے گذر ہوا، گھر کے دروازے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون کو پردے میں دیکھا، پہچان نہ سکے، پھر معلوم ہوا کہ فاطمہؓ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: فاطمہ! تم یہاں کیسے؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: میں اہل خانہ کی تعزیت میں آئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم بھی قبرستان گئی تھی؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: نہیں! عورتوں کے قبرستان جانے سے آپ نے منع فرمایا ہے، پھر میں کیسے جاسکتی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم قبرستان جاتی تو اس جرم میں جنت سے محروم کردی جاتی، تم جنت نہ دیکھ پاتی، جب تک کہ تمہارے باپ کا دادا جنت نہ دیکھ لیتا۔ اشارہ حضرت عبد المطلب کی طرف ہے، کہ جس طرح وہ جنت کا دیدار نہ کرسکیں گے، تم بھی نہ کرسکتی۔ (مسند احمد ۲/۱۶۸، ابوداؤد: کتاب الجنائز: باب التعزیۃ)

اس حدیث سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پردے اور پورے جسم کو چھپانے کا انداز سامنے آتا ہے، ان کے مکمل پردے کی وجہ سے خود ان کے والد گرامی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنی صاحب زادی کو نہ پہچان سکے۔

حضرت صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ:

''ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے، قریش کی خواتین اور ان کے فضل وکمال کا تذکرہ ہونے لگا، حضرت عائشہ نے فرمایا: بلاشبہ قریش کی خواتین کو فضیلت حاصل ہے، مگر بخدا میں نے انصار کی خواتین سے زیادہ افضل وبرتر، اور آیاتِ قرآنی کی تصدیق اور احکام الٰہی کی تعمیل میں ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔ سورۃ النور میں جب یہ آیت اتری: {وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ} (عورتیں اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں) یہ آیت خواتین نے اپنے مردوں کی زبانی جیسے ہی سنی، ہر عورت نے اس حکم کی تعمیل میں اس طرح سبقت کی کہ چند لمحوں میں ہر خاتون نے آنچل ڈال لیا اور مسجد میں سیاہ چادروں میں سر سے پیر تک مستور ہو کر حاضر ہونے لگیں۔ (الدر المنثور ۶/۱۸۱)

حجاب اور پردے کا حکم آنے کے بعد صحابیات کی صورتِ حال یہی تھی کہ ایک لمحہ تاخیر کئے بغیر اس حکم پر عمل شروع کر دیا، اور بنا کسی قیل وقال فوراً اپنے کو مطلوب شرعی پردے کا پابند بنالیا۔

حجاب مسلم خواتین کیلئے کیوں ضروری ہے

مسلم خواتین کے حجاب پر آئے دن سوالات اٹھتے رہتے ہیں۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اس کی صحت اور ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے، کبھی اس کو دقیانوسیت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ برقع اور چادر ایک اضافی چیز ہے، اصل پردہ دل ونگاہ کا پردہ ہے۔ بعض ملکوں نے اسلام اور مسلم دشمنی میں اپنے یہاں اس پر پابندی بھی عائد کر دی ہے اور اس حکم کی خلاف ورزی کرنے پر جرمانہ مقرر کر دیا ہے۔ حجاب کے تعلق سے بعض جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کا رویہ بھی یہی ہے کہ یہ ایک غیر ضروری چیز ہے، اسے مسلم خواتین پر لاگو کرنا ان کے ساتھ ظلم وزیادتی ہے۔ بلکہ ایک قدم آگے بڑھ کر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام میں اس نوعیت کا پردہ نہیں ہے جو علماء اسلام نافذ کرانا چاہتے ہیں۔

مذہب سے آزاد اور بے زار دنیا انسانوں کو کہاں لے جائے گی اور اسے کن کن تباہیوں سے دوچار کرے گی، اس کا اندازہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ مشرقی دنیا بنیادی طور پر شرم وحیا کو ایک اخلاقی وصف تسلیم کرتی ہے اور وہ ابھی کسی حد تک اپنی اقدار وروایات کے دائرہ میں ہے۔ مغرب نے مرد وزن کو جو آزادی دی ہے اور اس کے نتیجے میں خاندان جس خلفشار سے دوچار ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ مغربی ممالک نے جنسی آسودگی کو بھوک اور پیاس قرار دے کر جو فلسفہ ایجاد کیا ہے اس میں انہیں اس بات کی اجازت ہے کہ جہاں کھانے کی کوئی اچھی چیز نظر آجائے، اپنی بھوک مٹالی جائے۔ اس کے لئے صرف جیب کی اجازت ضروری ہے۔ اسی طرح جہاں کوئی خوبصورت دوشیزہ نظر

آ جائے، اس سے اپنی ہوس کی آگ بجھالی جائے، شرط صرف اس کی رضامندی ہے۔اس رضامندی کو یہ شیطان فلسفہ شعور کی بلوغت قرار دیتا ہے جو اس کے بقول مشرقی ممالک میں مفقود ہے۔

آپ ذرا تصور فرمائیں، یہ دانش ور اپنے فکر و فلسفہ کے اعتبار سے سماج کو کہاں پہنچانا چاہتے ہیں۔خادان کا شیرازہ بکھر رہا ہے، عمر کے ایک خاص مرحلے میں بہت سی خواتین بے یار و مددگار پھر رہی ہیں اور نوجوان جوڑے اپنی مستی و سرمستی میں یہ بھی بھول گئے ہیں کہ ان کے والدین بھی ہیں یا ان کا کوئی گھر بار بھی ہے۔

مذہب بے زار لوگوں کی یہ فلسفیانہ باتیں اور ان کا یہ غیر فطری طرز عمل کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ایک مسلمان خاتون کیلئے صرف یہ جاننا کافی ہے کہ اس کے خالق اور مالک نے اسے حجاب اور پردہ کا حکم دیا ہے۔قرآن اور حدیث میں یہ احکام بیان کئے گئے ہیں۔اللہ کو اس کی ذات سے کوئی دشمنی نہیں ہے کہ وہ اس کے ساتھ ناانصافی کرے گا۔ بلکہ اس کی دنیا اور آخرت کی بھلائی جس چیز میں ہے، وہ اسے اسی چیز کا حکم دے گا۔ یہ حالات اس کے لئے شدید آزمائش کے ہیں۔اس پر حالات کا دباؤ ہے۔سماج کی چمک دمک اسے لبھانے کی کوشش کر رہی ہے۔اب اسے فیصلہ کرنا ہے کہ اسے جانا کدھر ہے۔اللہ کے احکام کی طرف، رسول کی تعلیمات کی طرف یا پھر دنیا کے ان شیطانی فلسفوں اور ملحدانہ طرز معاشرت کی طرف۔آخرت پر اس کا محکم یقین اسے یاد دلاتا ہے کہ ایک دن اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے۔

بے حجابی اور آزادانہ اختلاط کے حق میں جو دلائل دیئے جاتے ہیں ان سب کی تردید علمائے اسلام کرتے رہے ہیں، اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے لیکن جب کوئی انسان مذہب ہی کو نہ تسلیم کرے، اسی فانی دنیا کو اپنی آخری منزل سمجھ لے، گناہ و ثواب کا جس کے یہاں کوئی تصور نہ ہو، اسے سمجھانا آسان نہیں ہے۔بعض مسلم خواتین کے اندر بے حجابی کا نظریاتی اور عملی رجحان کہیں نہ

کہیں یہ ضرور ظاہر کرتا ہے کہ مذہب پر ہماری گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے۔ قرآن کو اللہ کی کتاب سمجھنا اور پھر اس کے کچھ احکام کو ماننا اور کچھ کو نہ ماننا، کیا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ ہم اللہ کی مکمل اطاعت کرنے کی بجائے بعض معاملات میں اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہیں۔ اسلام ایک عورت کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنا سر ڈھک کر رکھے، باہر نکلتے وقت چادر اس طرح اوڑھ کر نکلے کہ جسم کے نشیب وفراز نمایاں نہ ہوں۔ آواز پیدا کرنے والے زیور پہن کر نہ نکلے، ایسی خوشبو نہ استعمال کرے، جس سے لوگوں کی توجہ بطور خاص اس کی طرف ہو جائے۔ کسی نامحرم سے تنہائی میں نہ ملے، اس کی باتوں میں لچک اور لوچ نہ ہو کہ کوئی بدطینت اپنے دل میں گندے خیالات پیدا کرلے۔ زینت کی چیزیں دانستہ ظاہر نہ کرے۔ بغیر محرم کے تنہا سفر نہ کرے، میل جول کی خواتین سے بے تکلفی برتے، ان خواتین سے نہیں جو اس کے لئے اجنبی ہوں۔

تعلیم کے راستے سے بے حجابی کی جو وبا پھیل رہی ہے اس پر ملت کے ہمدردوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ اپنی تہذیب اور اس کی شناخت کو بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم بچیوں کی تعلیم کا علاحدہ انتظام کریں۔ ذمہ دار استانیوں سے ان کی تربیت کرائیں، امور خانہ داری میں انہیں طاق بنائیں، انہیں ان کے فرائض کی یاددہانی کرائیں۔ ایک عورت کو اپنی زندگی میں ایک ماں کا کردار نبھانا ہے، اس کیلئے خصوصی تعلیم کی ضرورت ہے۔ جہاں تک سوال عصری علوم کا ہے اس کی افادیت سے کس کو انکار ہوسکتا ہے، لیکن اس میں یہ بات پیش نظر ضرور رہے کہ کہیں عورت اپنی اصل حیثیت نہ فراموش کر بیٹھے اور اپنے فرائض سے دور نہ بھاگنے لگے۔

بے حجابی کو دور کرنا ہے تو ان تمام پہلوں پر توجہ دینی ہوگی۔ کیونکہ یہ خرابی کئی وجوہات سے پیدا ہوئی ہے اور کہیں نہ کہیں ہمارا دعوتی، تعلیمی تربیتی نظام اس کا ذمہ دار ہے۔ مردوں کی طرح خواتین میں بھی دین سے محبت پیدا کی جائے۔ انہیں بھی اسلام کے احکام وقوانین سے آگاہ کیا

جائے۔موجودہ حالات کے جو تقاضے ہیں، ان کو اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے پورا کیا جائے۔ حجاب میں رہتے ہوئے بہت سے کام کئے جاسکتے ہیں۔دنیا میں بہت سی سعادت مند خواتین ایسی ہیں جو ڈھیلے ڈھالے لباس میں رہتی ہیں۔سلیقے سے باہر نکلتی ہیں اور اپنے گھر کے بہت سارے کام انجام دیتی ہیں۔حجاب ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں کسی طرح سے رکاوٹ نہیں ہے۔لباس اسلامی تہذیب میں اپنی مخصوص وضع قطع رکھتا ہے۔اگر ہمیں اپنا اسلام عزیز ہے تو ہمیں اپنا فیشن خود ایجاد کرنا ہوگا، جس میں اسلام کے تمام اصولوں کی رعایت ہوگی۔مرد تو خود پوری پتلون پہنتا ہے لیکن عورت اسکرٹ میں نظر آتی ہے۔وہ پوری آستین کی شرٹ استعمال کرتا ہے لیکن عورت اپنے لباس کی آستین اس کپڑے کا منتخب کرتی ہے جس میں اس کے بازو اور کندھے دوسروں کو دعوت نظارہ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اس قسم کا لباس اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے۔اگر ہمیں اپنا دین عزیز ہے تو اس طرح کی بے اعتدالیوں سے خود کو بچانا ہوگا۔

عورتوں کے حجاب اور پردے کا مقصود کیا ہے؟

اس واضح حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں ''پردہ اور حجاب'' کا جو مرتب نظام قرآن وسنت میں واضح کیا گیا ہے، فی الواقع عفت وعصمت کی حفاظت وضمانت اور شرم وحیا کی بقا اس سے وابستہ ہے، اس کا واحد مقصد خواتین کو تحفظ فراہم کرنا ہے نہ کہ انہیں قید اور پابند کرنا۔جذبات واحساسات اور اخلاق وکردار کو آوارگی سے بچائے رکھنے، تہذیب اور تمدن کو زوال اور سقوط سے محفوظ رکھنے، معاشرتی برائیوں کا سد باب کرنے اور خانگی زندگی کو خوش گوار وکامیاب بنانے کے لئے پردہ انتہائی لازمی اور اولین ضرورت ہے۔

مرد وزن کا بے محابا اختلاط پوری انسانی تاریخ میں حضرت آدم ں سے لے کر نبی آخر الزماں

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی بھی زمانے میں پسندیدہ نہیں سمجھا گیا؛ بلکہ اسے ناروا قرار دیا گیا، اور اسلام میں تو اس پر انتہائی شدومد سے قدغن لگائی گئی اور انسدادِ فواحش اور حجاب کا باضابطہ نظام مرتب کر کے اسے واجب العمل قرار دیا گیا ہے، اور اس کا اصل مقصود یہ بتایا گیا ہے کہ سماج جنسی آوارگی سے پاک رہے، اور سماج کے افراد اپنے دلوں کو سفلی اور شہوانی بے لگام جذبات سے پاک رکھیں، اور اخلاقِ عالیہ کی عظمتوں اور رفعتوں کو حاصل کر کے ایک مثالی، باحیا اور پاکیزہ تمدن اور معاشرے کی تشکیل میں اپنا مطلوبہ کردار ادا کریں۔

حجاب کس کس عضو کا ہے؟

انسان کے جسم کا وہ حصہ جسے ''ستر'' کہا جاتا ہے، اسے چھپانا ابتداء ہی سے فرض ہے، اور یہ شرعی ذمہ داری ہونے کے ساتھ ساتھ عقلی اور طبعی ذمہ داری بھی ہے، اور یہ فرض تمام انبیاء اور پیغمبروں کی شریعت میں رہا ہے؛ بلکہ ایمان کے بعد انسان پر عائد ہونے والا سب سے بڑا فرض ''سترعورت'' ہی ہے، اور نماز جیسی عظیم عبادت بھی اس کے بغیر درست نہیں ہوتی، مرد وعورت دونوں اس حکم کے پابند ہیں، جلوت وخلوت دونوں حالتوں میں اس کی پابندی لازمی ہے، فقہی تفصیل کے مطابق مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے (احناف کے نزدیک ناف ستر میں داخل نہیں ہے، جب کہ گھٹنہ ستر میں داخل ہے) باندیوں کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے، اور پیٹ، پیٹھ اور پہلو بھی ستر ہے۔ آزاد عورت کا ستر چہرہ، ہتھیلیوں اور پیروں کے سوا پورا جسم ہے۔ (ملاحظہ ہو: الفقہ الاسلامی وادلتہ: د/ وہبۃ الزحیلی ۱/ ۵۸۴)

اسلام میں پردہ اور اس کے درجات

سترعورت کے فرض کے علاوہ شریعت میں دوسرا فرض حجاب اور پردے کا ہے، جس کا حاصل

یہ ہے کہ عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کریں، یہ فرض جملہ تفصیلات کے ساتھ ۵ھ میں نازل ہوا ہے، پردے سے متعلق قرآنِ کریم کی سات آیات اور حضور اکرم ا کی ستر سے زائد روایات کی روشنی میں پردے کے تین درجات واضح ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) حجابِ اشخاص بالبیوت: پردے کا پہلا اور اصل مطلوبِ شرعی درجہ یہ ہے کہ عورتیں گھروں میں رہیں۔ قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔ (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ: تم اپنے گھروں میں رہو۔

حدیث میں وارد ہوا ہے: اَقْرَبُ مَاتَکُوْنُ مِنْ وَجْہِ رَبِّھَا وَھِیَ فِیْ قَعْرِ بَیْتِھَا۔

ترجمہ: عورت اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے بیچ میں مستور ہو۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بدر کے غزوہ میں شرکت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قَرِیْ فِیْ بَیْتِکِ۔ جاؤ اپنے گھر میں آرام سے بیٹھو۔

سب سے بیش قیمت انسانی جوہر عصمت وعفت ہے، جس کی حفاظت اسی وقت ہوسکتی ہے کہ مرد وعورت ایک دوسرے سے الگ رہیں، جس سماج میں عورتیں گھروں سے نکل کر بے ضرورت نقل وحرکت کرتی ہیں، اس سماج سے عفت وعصمت کا خاتمہ ہونے لگتا ہے، اندرونِ خانہ کی جو ذمہ داری۔ تقسیم کار کے اصول کے پیش نظر۔ اسلام نے عورت کو دی ہے، اس کے ساتھ باہر کی یہ بے جا تفریح اور سیر سپاٹے کبھی نہیں نبھ سکتے۔

اس لئے حجابِ شرعی کا اصل مفہوم تو یہی ہے کہ عورتیں گھروں کو لازم پکڑے رہیں۔

(۲) حجاب بالبرقع: شریعت اسلام چوں کہ فطری شریعت ہے، جس میں تمام انسانی اعذار وضروریات کی بہرصورت رعایت کی گئی ہے، بارہا ایسے ضروری یا اضطراری مواقع پیش آتے ہیں جن میں عورتوں کا گھروں سے باہر نکلنا ناگزیر ہوجاتا ہے، ایسے مواقع کے لئے پردے کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ عورت سر سے لے کر پیر تک لمبا برقع یا چادر اوڑھے، جس میں جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو، صرف ایک آنکھ کھلی رہے، جس سے راستہ نظر آئے، باقی پورا جسم مع چہرہ چھپا رہے۔ قرآن میں :يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَبِيْبِهِنَّ۔ (الاحزاب:۵۹)

جلباب (لمبی چادر) استعمال کرنے کا جو حکم آیا ہے اس کی یہی مراد ہے، اور یہی وضاحت رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت ضرورت کے مواقع، برقع کے التزام، خوشبو کے بغیر نکلنے، بجنے والے زیورات سے اجتناب، راستے کے کنارے پر چلنے اور مردوں کے ہجوم میں داخل نہ ہونے کی سخت شرائط کے ساتھ مشروط رکھی گئی ہے، اور ایسا صرف جوہرِ عفت کے تحفظ کی خاطر ہے۔

(۳) پردۂ شرعی میں چہرے کا حکم: ضرورت کے پیش نظر عورتیں گھروں سے باہر نکلیں تو سارا جسم مستور رہنا ضروری ہے؛ البتہ چہرہ اور ہتھیلیوں کا مستور رہنا ضروری ہے یا نہیں؟ یہ فقہاء کے درمیان مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ اور فی الواقع یہ اختلاف سورۃ النور کی آیت قرآنی:

وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلاَّ مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔

اپنی زینت عورتیں ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہوجائے) میں ''الا ما ظہر منہا'' کے استثناء سے پیدا ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس ص وغیرہ نے اس استثناء کی تفسیر چہرہ اور ہتھیلیوں سے کی ہے، چناں چہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے کھلا رکھنے کو فقہاء کی ایک جماعت اسی تفسیر کی بنیاد پر جائز

قرار دیتی ہے، امام ابوحنیفہؒ کا مسلک بھی یہی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ وغیرہ نے اس استثناء کی تفسیر برقع اور چادر سے کی ہے، چناں چہ چہرہ وغیرہ کا کھلا رہنا اس تفسیر کے پیش نظر جائز نہیں ہے۔ حضرت امام مالک وشافعی واحمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے کہ عورت کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں پورا جسم مع چہرہ چھپانا ضروری ہے۔

ملحوظ رہے کہ احناف اور دیگر جو حضرات چہرہ کھلا رکھنا جائز قرار دیتے ہیں، وہ بھی اس جواز کی شرط کے طور پر فتنہ کا اندیشہ نہ ہونا اور چہرے پر بناؤ سنگار نہ ہونا ذکر کرتے ہیں، اور چوں کہ عورت کی زینت کا اصل مرکز چہرہ ہے، اس لئے بالعموم اُس کو کھلا رکھنے میں فتنے کا اندیشہ ہوتا ہے؛ اس لئے اسے بھی مستور رکھنا ضروری قرار پائے گا۔ متأخرین احناف نے اس مسئلے میں فتویٰ ائمۂ ثلاثہ کے قول پر دیا ہے، اس کا حاصل یہ ہوا کہ اب بالاتفاق پردے کا یہ تیسرا درجہ (چہرہ کھلا رکھنا) ممنوع ہے، اور عورت کا اصل پردہ گھروں میں قیام ہے جب کہ ضرورۃً باہر نکلنے کی صورت میں پورے جسم کا مع چہرہ مستور رکھنا ضروری ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: معارف القرآن ۷ / ۲۰۴-۲۲۰)

عورتوں کی آزادی کا فریب

ایک طویل عرصے سے آزادئ نسواں کے نام سے اس دنیا میں انتہائی پرفریب تحریک چلائی جارہی ہے، اور اس کی سرپرستی یہود ونصاریٰ اور مشرکین تینوں جماعتیں اپنے اپنے انداز سے کرتی آرہی ہیں، اخلاق واقدار عالیہ کو کچلنے اور خواتین کے سروں سے روشن خیالی، آزادی اور مساوات کے خوش نما الفاظ واصطلاحات کی آڑ میں ردائے عصمت وعفت اتار دینے کا کام یہ تحریک روز اول سے کرتی چلی آرہی ہے۔

عریانیت، فحاشی اور بے پردگی کا جو سیلاب آزادئ نسواں کی منحوس تحریک، مغربی کلچر، ٹی وی

اور میڈیا کے ذریعہ مسلم سماج میں در آیا ہے، اس نے بدکاری، بے راہ روی، بے حیائی، مرد وزن کا آزادانہ مبنی بر آوارگی میل جول، اور لامتناہی بگاڑ کے عمیق و مہیب غار میں امت کو پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

اسلامی عفت و عصمت کے تمام ضابطوں کو اور حجاب و پردے کے حکیمانہ نظام کو جیل خانہ، قید اور عورتوں کے استحصال سے تعبیر کرنے کا جو مزاج عام ہوتا جا رہا ہے، اس نے انسانی سماج کو معاشرتی تباہی اور اخلاقی افلاس کی آخری حد تک پہنچا دیا ہے۔ اور بقول ایک مفکر:

''مرد وزن کے بے محابا اختلاط سے پورے معاشرے میں بداخلاقی، جنسی جرائم، بے راہ روی اور آوارگی کی جو تباہ کن وبائیں پھوٹی ہیں، وہ کسی بھی باخبر انسان سے پوشیدہ نہیں، عائلی نظام کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہے، حسب ونسب کا کوئی تصور باقی نہیں رہا، عفت و عصمت داستانِ پارینہ بن چکی ہے، طلاقوں کی کثرت نے گھر کے گھر اجاڑ دئے ہیں، جنسی جنون تصور کی خیالی سرحدیں بھی پار کر چکا ہے، اور فحاشی کے عفریت نے انسانیت کی ایک ایک قدر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے''۔ (اصلاح معاشرہ: مولانا محمد تقی عثمانی ۱۰۷)

شرائط حجاب کا لحاظ کئے بغیر پردہ پردہ نہیں

شریعت اسلام نے پردے کا تاکیدی حکم دیا ہے، اور یہ تلقین کی ہے کہ: (۱) عورت اپنا پورا جسم پردے میں رکھے (۲) نقاب سے اظہار زینت نہیں؛ بلکہ حجاب مقصود ہو (۳) نقاب باریک نہ ہو، جس سے جسم نظر آئے؛ بلکہ دبیز ہو (۴) تنگ نہ ہو؛ بلکہ کشادہ ہو (۵) خوشبو نہ لگا رکھی ہو (۶) مردوں جیسا لباس نہ ہو (۷) غیر مسلم عورتوں کی پوشاک سے مشابہت نہ ہو (۸) اس سے ریا و نمائش مقصود نہ ہو۔

جو عورت ان تمام شرائط یا ان میں سے کسی شرط کی رعایت نہ کرے؛ بلکہ مخالفت کرے وہ بلاشبہ اس ''تبرج'' کی مرتکب ہے، جس سے سختی سے روکا گیا ہے، یہ صورتِ حال بہت قابل افسوس ہے کہ آج مسلم عورتوں میں بے حجابی اور تبرج کی لعنت فیشن کے طور پر اس طرح جڑ پکڑ چکی ہے کہ زمانۂ جاہلیت کی بے حجابی اس کے آگے گرد ہوگئی ہے۔

موجودہ تبرج اور بے حجابی

زمانۂ جاہلیت میں تبرج کی جو شکلیں رائج تھیں، ان میں مفسرین نے عورتوں کا بے پردہ اور ناز وادا سے چلنا اور دوپٹہ قاعدے سے نہ رکھنا ذکر کیا ہے، مگر موجودہ دور میں بے حجابی اور بے حیائی کی جو نت نئی شکلیں اور طریقے منظر عام پر آرہے ہیں اور جن کا اوسط مرور ایام سے بڑھتا ہی جارہا ہے، ان کا شاید اس دور میں تصور بھی نہ تھا، اخلاق باختگی اور حیا سوزی کے جو لباسی وتصویری مناظر اس وقت ہیں، ان کی زمانۂ قدیم میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''ہم جس زمانہ میں زندگی بسر کررہے ہیں، بلاشبہ وہ انتہائی غلیظ، اندھی، حیوانی، شہوانی اور گھٹیا جاہلیت میں غوطہ زن ہے، جس میں تمام انسانی قدریں اور شریفانہ اوصاف پادر ہوا بن چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو معاشرہ ایسی زندگی گذارتا ہے وہ ہر نوع کی برکتوں اور رحمتوں سے تہی دامن رہتا ہے، معاشرے کی پاکیزگی کی ضمانت انہیں امور کو اختیار کرنے میں ہے جن کی تعلیم کتاب وسنت میں ملتی ہے''۔ (فی ظلال القرآن ۵/۲۸۶۱)

مسلم معاشرے کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ بلا مبالغہ ۸۰/فیصد خواتین بے حجابی اور تبرج کی لعنت میں مبتلا ہیں، اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اسے گناہ اور بے حیائی سمجھا ہی نہیں جاتا، پھر جو

عورتیں نقاب میں رہتی ہیں، ان میں ۹۰ ٪ فیصد عورتوں کا نقاب حجاب کا مقصد کم اور نمائش کا مقصد زیادہ پورا کرتا ہے۔

بے حجابی اور تبرج کی ممانعت قرآن میں

ازواج مطہرات کو بلا واسطہ اور تمام خواتین کو بالواسطہ حکم دیا جارہا ہے:

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰی۔ (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ: زمانۂ جاہلیت کی طرح تبرج و بے حجابی مت کرو۔

جب ازواج مطہرات کو (جو کہ عفت و دیانت اور حجاب و ستر کی پابندی میں شاہ کار تھیں) یہ حکم ہے تو دیگر خواتین کی طرف یہ خطاب اور حکم کہیں زیادہ اہتمام و التزام کے ساتھ متوجہ ہوگا اور ان کے لئے اس حکم کی پابندی کہیں زیادہ لازمی قرار پائے گی۔ قرآن میں یہ بھی صراحت کردی گئی ہے کہ تبرج سے ممانعت کا حکم بے مقصد نہیں ہے؛ بلکہ اس کا مقصد {لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ} تمام گندگیوں اور غلاظتوں سے سماج کو پاک صاف کرنا ہے۔

قرآن میں سورۃ النور میں پردے کے بیان کے ضمن میں واضح فرمایا گیا ہے کہ بوڑھی عورتیں جو اس عمر کو پہنچ چکی ہوں کہ نہ وہ محل رغبت ہوں، اور نہ ان کی بے پردگی سے فتنے کا احتمال ہو، اسی طرح ان کو دیکھ کر مردوں میں صنفی جذبہ پیدا نہ ہوتا ہو، اور ان کی اپنی خواہشات بھی مٹ چکی ہوں، ان کو نامحرم کے روبرو اس ہیئت سے آنے کی اجازت ہے کہ ان کے جسم پر چادر وغیرہ لپٹی ہوئی نہ ہو، یہ شریعت کی طرف سے بوڑھی عورتوں کے لئے سہولت ہے کہ ان کے حق میں اجنبی مرد محارم کی طرح ہوجاتے ہیں، اور جن اعضاء کا چھپانا محارم سے ضروری نہیں ان کا چھپانا ایسی بوڑھیوں کے لئے غیر محرموں سے بھی ضروری نہیں ہے، مگر اس کے ساتھ قرآن نے {غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِيْنَةٍ} (بشرطیکہ یہ بوڑھی عورتیں زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں) کی قید لگادی

ہے، اور واضح کر دیا ہے کہ تبرج (مردوں کے سامنے اپنے حسن وآرائش کا اظہار) بوڑھی عورتوں کے لئے بھی حرام ہے۔ مذکورہ سہولت واجازت صرف انہیں بوڑھی عورتوں کے لئے ہے، جن میں بننے ٹھننے کا شوق باقی نہ رہا ہو، اور اگر یہ شوق باقی ہے تو شریعت یہ اجازت نہیں دیتی، جب بوڑھی عورتوں کو تبرج سے اس سختی سے روکا جارہا ہے تو جوان عورتوں کو تبرج سے بچنا اور جسم کے اخفاء کے باب میں کس قدر اہتمام کرنا ضروری ہے؟ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

عورتوں کی بے حجابی اور تبرج کی ممانعت حدیث میں

(۱) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ رسول اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تین افراد اللہ کی رحمت سے محروم ہوتے ہیں، اور قیامت میں ان کا کیا حالِ بد ہوگا یہ مت پوچھو، ان میں سے ایک وہ عورت ہے جس کا شوہر اس کے پاس نہ ہو، اس کی ضروریات کے لئے کافی رقم اس کے پاس چھوڑ گیا ہو، پھر اس کے پیچھے وہ عورت تبرج (آرائش وجمال کا اظہار) کرے۔ (مسند احمد ۶/۱۹)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص صسے مروی ہے کہ حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شرک نہ کرنے، چوری اور زنا نہ کرنے، اولاد کو قتل نہ کرنے اور بہتان تراشی سے بچنے پر بیعت لینے کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: {وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلىٰ} جاہلیت کی طرح آرائش کا اظہار مت کرو۔ (مسند احمد ۲/۱۹۶)

حجاب کے استعمال سے عورتیں کینسر اور بہت سارے امراض سے محفوظ رہتی ہیں

شریعت مطہرہ نے خواتین کو حجاب یعنی برقع استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔ حجاب کے بہت سے فائدے شریعت نے بتلائے ہیں۔ حال ہی میں ڈاکٹروں نے حجاب کا ایک انتہائی اہم فائدہ بتلایا ہے ملاحظہ فرمائیے اور شریعت کی صداقت کی داد دیجئے:

جدہ (آن لائن) اسلامی حجاب استعمال کرنے والی خواتین میں منہ اور حلق کے کینسر کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں۔ سعودی عرب سے شائع ہونے والے اخبار کی رپورٹ کے مطابق حال ہی میں سعودی نیشنل گارڈ ہسپتال جدہ کے شعبہ آنکالوجی کے ماہرین نے ایک تحقیق کی ہے جس کے مطابق حجاب کی پابندی کرنے والی خواتین میں منہ اور حلق کے مختلف حصوں کے کینسر کی شرح بہت کم ہے۔ سینئر عہدیدار ڈاکٹر کمال ملا کار نے بتایا کہ تین سالہ تحقیق سے یہ بات نوٹ کی گئی کہ ریاض ،جدہ اور اسیر کے علاقوں میں خواتین میں منہ اور حلق کے کینسر کے بہت کم کیس سامنے آئے اس کی بنیادی وجہ اسلامی حجاب کا استعمال ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ ۲۰ مارچ ۲۰۰۴ء صفحہ آخر)

نزولِ حجاب کا حکم کب نازل ہوا؟

اَب تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اَور آنحضرت نے جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کے موقع پر ولیمہ کیا تو اِس موقع پر جب لوگ دعوتِ ولیمہ کھانے کے لیے آنحضرت کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے تو آپ کی نئی دُلہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا دیوار کی طرف منہ کر کے (علیحدہ پردہ ڈالے بغیر) بیٹھی رہیں حتیٰ کہ پردہ کا حکم نازل ہو گیا جس کی تفصیل حضرت اَنس رضی اللہ عنہ اِس طرح روایت فرماتے ہیں کہ پردہ کا حکم کب اُترا اَور کیوں کر اُترا، اِس کو میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ سب سے پہلے پردہ کا حکم اُس وقت نازل ہوا جبکہ آنحضرت نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد رات گزارنے پر صبح کو ولیمہ کیا۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو بُلایا لوگ آئے اَور کھانا کھا کر چلے گئے لیکن چند آدمی وہیں باتیں کرتے ہوئے رہ گئے اَور بہت دیر لگا دی۔ آپ کو اِس سے بہت تکلیف ہوئی۔ آپ چاہتے تھے کہ یہ لوگ چلے جاویں لیکن لحاظ کی وجہ سے اُن سے جانے کو فرما نہ سکے بلکہ اُن کو اُٹھانے کے لیے یہ عمل کیا

کہ خود آپ وہاں سے چل دیے اَور میں بھی آپ کے ساتھ چل کھڑا ہوا تا کہ وہ لوگ مکان سے نکل جاویں حتّٰی کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک آئے پھر یہ سمجھ کر واپس ہو گئے کہ اَب وہ لوگ چلے گئے ہوں گے۔ میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہو گیا، آ کر دیکھا وہ لوگ اَبھی بیٹھے ہی ہیں لہٰذا آپ پھر واپس ہوئے اَور میں آپ کے ساتھ تھا حتی کہ آپ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک آئے اَور یہ سمجھ کر واپس ہو گئے کہ اَب چلے گئے ہوں گے، میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہو گیا۔ اس مرتبہ آ کر دیکھا کہ لوگ چلے گئے ہیں اِس کے بعد آپ نے میرے اَور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اَور پردہ کی آیت نازل ہو گئی۔

یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ نکل گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ اَندر جانے لگا۔ لہٰذا آپ نے میرے اَور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اَور پردہ کا حکم نازل ہوا اَور لوگوں کو نصیحت ہوئی۔ پردہ کی جو آیت اُس وقت نازل ہوئی یہ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔ (سورۂ احزاب)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں (بُلائے بغیر) مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لیے اِجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اُس کی تیاری کے منتظر نہ ہو لیکن جب تم کو بُلایا جائے تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جایا کرو اَور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اِس بات سے نبی (ﷺ) کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ لحاظ کی وجہ سے تم سے شرماتے ہیں اَور اللہ صاف بات فرمانے سے لحاظ نہیں فرماتا اَور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو، یہ بات تمہارے اَور اُن کے دِلوں کو پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت سب سے پہلے میں نے سنی۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے باہر نکل کر لوگوں کو یہ آیت سنادی۔ (مسلم شریف)

فائدہ:

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اَحوال میں بخاری شریف کی ایک روایت ہم نقل کر کے آئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ کا حکم اُن کی وجہ سے اُترا اور اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد نازل ہوا لیکن اِس میں کچھ خاص اِشکال کی بات نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اُن ہی دِنوں میں جبکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی حسبِ معمول قضائے حاجت کے لیے جنگل جارہی ہوں اَور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے وہ بات کہہ دی ہو جو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ میں گزر چکی ہے اَور نزولِ حجاب کے دونوں سبب بیک وقت جمع ہو گئے ہوں۔

مسلم خواتین پر علاج کرانے میں بھی حجاب کا اہتمام واجب ہے

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ اُمَّ سَلِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اِسْتَأْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحِجَامَۃِ فَاَمَرَ اَبَا طَیْبَۃَ اَنْ یَّحْجَمَھَا قَالَ حَسِبْتُ اَنَّہٗ کَانَ اَخَاھَا مِنَ الرَّضَاعَۃِ اَوْ غُلَامًا لَّمْ یَحْتَلِمْ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طیبہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو سینگی لگادیں۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ سے جو سینگی

لگوائی تو میرے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت ام سلمہ کے دودھ شریک بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص: ۲۶۸ از مسلم)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے سلسلہ میں بھی پردہ کا خیال رکھنا ضروری ہے، اگر معالج کے سامنے بے پردہ ہوکر آجانے میں کچھ حرج نہ ہوتو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کیوں بتانا پڑتا کہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی یا نابالغ لڑکے تھے، ہمارے زمانے کے لوگوں کا عجیب حال ہے کہ جن خاندانوں اور گھروں میں پردہ کا اہتمام ہے علاج کے سلسلہ میں ان کے یہاں بھی پردہ کا خیال چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے لئے محرم کو تلاش کریں، اگر کوئی محرم معالج نہ ملے تو غیر محرم سے بھی علاج کرا سکتے ہیں۔

مصیبت کے وقت بھی حجاب ضروری ہے

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَآئَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا اُمُّ خَلَادٍ وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ تَسْاَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُوْلٌ فَقَالَ لَهَا بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتِ تَسْاَلِيْنَ عَنِ ابْنِکَ وَاَنْتِ مُنَقَّبَةٌ فَقَالَتْ اِنْ اُرْزَأُ ابْنِيْ فَلَنْ اُرْزَأُ حَيَائِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنُکِ لَهُ اَجْرُ شَهِيْدَيْنِ قَالَتْ وَلِمَ ذَاکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ لِاَنَّهُ قَتَلَهُ اَهْلُ الْكِتَابِ۔ (رواہ ابوداؤد وفی کتاب الجہاد)

حضرت قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابی عورت جن کو ام خلاد کہا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں، ان کا بیٹا (کسی غزوہ میں) شہید ہوگیا تھا، جب وہ آئیں تو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھیں، ان کا یہ حال دیکھ کر کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے کے

لئے آئی ہو اور نقاب ڈالے ہوئے ہو؟ میں نے اپنا بیٹا کھو دیا ہے اپنی حیا نہیں کھوئی ہے، حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تمہارے بیٹے کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں؟ ارشاد فرمایا اس لئے کہ اسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے"۔ (سنن ابوداؤد، ص:۳۳۶، ج:۱، کتاب الجہاد باب فضل قتال الروم)

تشریح: اس واقعہ سے بھی ان مغربیت زدہ مجتہدین کی تردید ہوتی ہے جو چہرہ کو پردہ سے خارج کرتے ہیں، اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پردہ ہر حال میں لازم ہے، رنج ہو یا خوشی نامحرم کے سامنے بے پردہ ہو کر آنا منع ہے۔ بہت سے مرد اور عورت ایسا طرز اختیار کرتے ہیں کہ گویا ان کے نزدیک شریعت کا کوئی قانون مصیبت کے وقت لاگو نہیں ہے۔ جب گھر میں کوئی موت ہو جائے گی تو اس بات کو جانتے ہوئے کہ نوحہ کرنا سخت منع ہے عورتیں زور زور سے نوحہ کرتی ہیں، جنازہ کا کچھ خیال نہیں کرتیں، خوب یاد رکھو غصہ ہو یا رضامندی، خوشی ہو یا مصیبت ہر حال میں احکام شریعت کا پاس ولحاظ رکھنا ہر مسلمان کیلئے لازم وضروری ہے۔

ہر غیر محرم سے پردہ ضروری ہے خواہ کوئی ہو

عجیب صورت حال ہوگئی کہ پڑھی لکھی عورتیں یا ان پڑھ عموماً پردے کے لحاظ سے سب کا ایک حال ہے قریب کے جو غیر محرم رشتے دار ہیں ان سے تو پردہ کرنا واجب اور ضروری قرار دیا ہے۔

مگر افسوس یہ ہے کہ آج عورتیں بہت سی جگہوں پر برقعے پہننے میں عار محسوس کرتی ہیں اس کو ایک قید اور جیل تصور کرتی ہیں اور مغرب کی تقلید میں وہاں کی ہر ایک بے حیائی کو اپنانے کیلئے تیار ہیں جب مسلم خواتین کا یہ حال ہو جائے تو جو کچھ ان ہونی چیزیں ہیں سب ہو سکتی ہیں ہمیں اس کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ کامیابی صرف اسی وقت مل سکتی ہے جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

بتائے ہوئے طریقوں پر چلیں غیروں کے طریقوں میں ہمارے لئے کامیابی نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت سے یہ سبق ملتا ہے کہ عورت کو ہر حالت میں پردہ کرنا چاہیے اور پردہ محرم سے ہے خواہ وہ مردہ ہو زندہ۔

بچیوں کے پردہ کا خیال

لڑکیوں کے پردہ کا بہت لحاظ رکھو، جس وقت سے ان کو سمجھ آئے، ہم عمر لڑکوں سے علیحدہ رکھو، ان سے بات کرنے کا موقع نہ دو بلکہ لڑکیوں کے پاس بھی تنہا نہ رہنے دو، ہنسی مذاق سے روکتی رہو، ان کو بے موقع کہیں آنے جانے نہ دو، اپنے ساتھ بھی ہر روز ہر جگہ لے جانا مناسب نہیں، اگر چہ چچا اور ماموں ہی کا گھر کیوں نہ ہو، گھر سے ممانعت نہیں بلکہ راستہ کا خیال ہے اور ان کے شوق میں ترقی ہونے کا خوف ہے، آج تمہارے ساتھ گئیں، کل کسی اور کو ساتھ لے کر جائیں گی، ہر کام میں انجام پر نظر رکھو، یہ تعلیم بچوں اور بچیوں کی ضروری ہے، بچیوں کے پردہ کا زیادہ خیال رکھو، ہر بری بات میں روک ٹوک کرتی رہو، ان میں کسی قسم کی آزادی پیدا نہ ہو سکے، کپڑے اور زیور اپنی خوشی کے مطابق پہناؤ، ان کی رائے پر نہ چھوڑو گزشتہ زمانہ کی حالت پر نظر رکھو، اس کے خلاف نہ کرو، بے جا کتابیں نہ دیکھنے دو، نماز پڑھنے اور قرآن وحدیث پڑھنے کی تاکید کرتی رہو، ادب اور لحاظ سکھاؤ، زیادہ باتیں کرنے سے روکو، زیادہ باتیں کرنا بے وقوفی کی دلیل ہے، بچیاں کم سخن اور شرمیلی بھی معلوم ہوتی ہیں، کم سخنی اور شرم شریفوں کے انداز ہیں۔ (حسن معاشرت، ص/ 61)

عورت چھپانے کی چیز ہے

اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان عورت کو بڑے اور اونچے مقام پر پہونچایا، کی ہر چیز کو قیمتی ٹھہرایا، اسی لئے اس کو پردہ میں رہنے کا حکم فرمایا، جو چیز قیمتی ہوتی ہے اس سے چھپایا جاتا

ہے، سونا قیمتی ہوتا ہے، چاندی قیمتی ہوتی ہے، اس کو چور، ڈاکو سے چھپا کر رکھا جاتا ہے، جو چیز قیمتی نہیں ہوتی وہ چھپائی نہیں جاتی۔

عورت آہستہ بولے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ بولو، تیری آواز کسی پرائے مرد کے کان میں نہ پڑ جائے، یہاں تک کہ فرمایا کہ اگر قرآن کی تلاوت کر رہی ہو تو آہستہ آواز سے پڑھو۔

عورت آہستہ بغیر آواز کے چلے

اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلکے پیر چلو کہیں ایسا نہ ہو کہ تو زور سے پیر زمین پر رکھے اور پیروں کے پائل سے کوئی آواز نکل کر مرد کے کان میں پہنچ جائے اور اس کی نگاہ تجھ پر پڑ جائے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برداشت نہیں کیا اس لئے فرمایا ہلکا قدم رکھو۔

عورت زیب وزینت صرف شوہر کیلئے کرے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے زینت بھی سکھائی اور اس کی حفاظت کرنا بھی سکھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کی بندی اپنی زینت اور سنگار کو پرائے مرد سے چھپاؤ، تیرا سنگار تیرے شوہر کے لئے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت دوسروں کو دکھانے کے لئے زینت اختیار کرے گی اللہ اس کو آگ کا لباس پہنچائیں گے، جو عورت تنگ لباس پہنے گی اللہ اس کو آگ کا لباس پہنائیں گے۔ (گناہوں کے انبار جلد اول، ص/ 297)

ذیل کی عورتوں کے پاس شیطان کے باجے ہیں

آج کل کی (زیادہ تر) عورتوں کو فیشن کا ایسا بھوت سوار ہے کہ وہ شریعت کو بالائے طاق

رکھتے ہوئے اپنی طبیعت پر چل رہی ہیں، گویا کہ شریعت ہمارے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی، ہم اس کام کو کرنا پسند کرتے ہیں جو آج کل ہو رہا ہے، جو فیشن میں ہے، اب لباس ہی کو کوئی لے لیجئے کہ ان میں گھنگرو لگنے لگے ہیں، کسی نے خوبصورتی کے لئے آستین پر لگائے، کسی نے چوڑی دار یا پائجامہ میں گھنگرو لگائے، کیا ہمارا دین ہمیں یہی سکھاتا ہے؟

قارئین کرام غور فرمائیں کہ بجنے والا زیور اور گھنگرو اور گھنٹیاں شیطان کو پسند ہیں، اور یہ شیطان کے باجے ہیں، جب ان میں سے آواز نکلتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اور جہاں ایسی چیز ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ ایسا زیور جس کے اندر خول میں بجنے والی چیزیں پڑی ہوئی ہوں اس کے پہننے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

سوچنے کا مقام ہے کہ جب بجنے والے زیور کی اتنی ممانعت آئی ہے تو کپڑوں میں بجنے والی چیزوں کا لگانا کتنے گناہ کی بات ہے۔

چنانچہ حضرت لبابہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر تھی، اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عورت ایک لڑکی کو ہمراہ لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آنے لگی، وہ لڑکی جھانجی پہنے ہوئے تھی، جن سے آواز آرہی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب تک اس کے جھانجن نہ کاٹے جائیں میرے پاس اسے ہرگز نہ لانا، میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں (رحمت) کے فرشتے داخل نہیں ہوتے"۔ (مشکوٰۃ، ص:۳۷۹)

دوسری حدیث میں ہے کہ گھنٹیاں شیطان کے باجے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص:۳۳۸)

ایک اور حدیث میں ہے: ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے"۔ (مشکوٰۃ، ص:۳۷۹)

حضرت ابوامامہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ گھنگروؤں کی آواز ایسے ہی ناپسند کرتا ہے جیسے گانے کی آواز اور اللہ تعالیٰ گانے والے کو ویسی ہی سزا دیگا جیسی کہ وہ موسیقی سے شغف رکھنے والے کو دے گا اور آواز والے گھنگرو تو صرف وہی عورت پہن سکتی ہے جو اللہ کی رحمت سے دور ہو‘‘۔

اس لئے خواتین کو ایسے زیور اور لباس سے بہت بہت بچنے کی ضرورت ہے جس میں گھنگرو ہوں یا جس میں اس طرح کی آواز ہو۔

غیر مسلم مرد سے بھی پردہ کرو

ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن حیاء و شرم نہیں، اللہ کے نبی کی بیٹی اور حضرت علی کی بیوی نے اور جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو بات کہی وہ آج ہمارے گھروں میں نہیں ہے۔آج ہمارے یہاں بے حیائی، بے پردگی اور پھر اس بے پردگی اور بے حیائی کو گناہ نہ سمجھنا، اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔اور اس کو گناہ نہ جاننا یہ ایک بڑا گناہ ہے، ہمارے یہاں جنوبی ہند کے آس پاس دیہات میں مسلمان عورتیں غیر مسلم مردوں سے پردہ ہی نہیں کرتیں کیا غیر مسلم مرد نہیں ہوتا؟ غیر مسلم کے اندر شیطانیت زیادہ ہوتی ہے اور ایمان والے کے اندر کم ہوتی ہے۔لیکن جو رسم و رواج جو حالات ہم نے بنائے ہیں خدا کی قسم اس کے نتائج اور اس کے ثمرات اور اسکا رزلٹ نہایت خراب ہے، واقعات اتنے ہیں کہ اگر بیان کئے جائیں تو بہت سارا وقت چاہیئے۔

میری والدہ پر عذاب قبر اس لئے ہوا کہ وہ باہر سے گھر میں آنے والے مردوں کے سامنے بے پردہ آجاتی تھی

میرے شیخ حضرت حکیم ادریس حبان رحیمی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا: مولانا طارق صاحب

نے بیان کیا کہ ہمارے ایک دوست مردوں کے غسل دینے پر حکومت کی طرف سے مامور تھے ایک عورت کی میت لائی گئی جو غسل دینے والی عورت تھی اس نے غسل دینے والے شخص سے کہا کہ میت اتنی زبردست بھاری ہے کہ مجھ سے اکیلے غسل دینا مشکل ہورہا ہے۔لہٰذا اگر تم ساتھ دو تو اچھا ہے تو اس غسل دینے والے نے کہا کہ یہ میت تو عورت کی ہے،مرد ہوتا تو میں ضرور آپ کی مدد کرتا۔لہٰذا میں اس عورت کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ یہ عورت پھر اندر چلی گئی اور جیسے تیسے کر کے اس کو غسل دے کر کفن پہنا دیا۔انہوں نے بیان کیا کہ ہم دس آدمیوں نے مل کر جنازہ اٹھایا تو ہم سے بمشکل جنازہ اٹھا۔جنازے کی نماز پڑھی گئی ،نماز کے بعد وہیں قریب ہی میں میت کو بڑی احتیاط کے ساتھ اندر کمرے میں لے گئے جہاں اس کا تابوت رکھنا تھا۔ابھی میت کو تابوت میں رکھ بھی نہیں پائے تھے کہ وہ تابوت ٹوٹ گیا اور میت کا جسم پھول گیا اور اتنا بڑا ہو گیا کہ ان کو حیرت ہوگئی ،اور بہت زیادہ ڈر لگنے لگا اور میت کی جو آنکھیں تھی وہ باہر آگئیں ۔میت کے اہل خانہ میں سے ایک شخص آئے اور انہوں نے کہا کہ ہماری والدہ کو کس حالت میں دیکھا ہے وہ بیان کرو، یہ خاموش رہے،انہوں نے کہا کہ نہیں بیان کرو؟ عذاب قبر برحق ہے،سچا ہے اس میں کسی کو شبہ ہو تو وہ مسلمان ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے عذاب قبر کے متعلق بہت سی آیات نازل فرمائی ہے،اللہ تعالیٰ نے آخرت کے عذاب کا ذکر فرمایا تو انہوں نے بیان کیا کہ جسم اتنا بڑا ہو گیا کہ دس آدمیوں سے بھی نہیں اٹھ رہا تھا، پھر تابوت خود بخود ٹوٹ گیا،میت کا جسم پھول کر کئی آدمیوں سے بڑا ہو گیا ، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہماری والدہ پر رحم فرمائے ،ہم ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں ، ہم نے ان کو بہت سمجھایا لیکن انہوں نے ہماری بات نہیں مانی ، پوچھا کہ کیا گناہ تھا ان کا،کون سا گناہ تھا جس کی وجہ سے یہ عذاب ہوا تو انہوں نے کہا کہ نماز کی پابند تھیں لیکن گھر میں کوئی بھی مہمان آیا چاہے وہ محرم ہو یا غیر محرم ہو چاہے اس سے رشتہ ہو یا نہ ہو چاہے جانتی ہوں یا نہ جانتی ہوں سب کے سامنے آتی

تھیں، زینت بہت زیادہ کرتی تھیں اور فیشن زیادہ کرتی تھیں میں نے ان کو سمجھایا کہ امی جان زیب وزینت سے اپنے شوہر اور اپنے بھائی، اپنے باپ کے سامنے رہ سکتی ہیں لیکن غیر محرم کے سامنے جائز نہیں ہے، انہوں نے بات نہیں مانیں یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہو گیا ہم سب گھر والوں نے دیکھا وہ اتنی حسین وجمیل تھیں لیکن ان کا چہرہ کالا ہونا شروع ہو گیا تھا، ایک طرف سے چہرہ سیاہ ہونا شروع ہوا جیسے کوئی سیاہی لیپ رہا ہو، اس وقت ہم نے سمجھ لیا کہ والدہ پر عذاب ہونے والا ہے، یہ ابھی چند سال پہلے کی بات ہے، بہت زیادہ دن کی بات نہیں ہے۔ (ماخوذ، خطبات حبان، جلد ششم، ص/ 141)

پردہ اہل عرب سے سیکھئے

حضرت حبیب الامتؒ نے فرمایا: آج ہم اپنے بچوں کو بچیوں کو خاص طور سے پردے میں رکھنے کے لئے تیار رہیں، ہمارے ایک رفیق ہیں مولوی محمد طیب صاحب قاسمی حائل میں رہتے ہیں، مدینے کے قریب ایک شہر ہے، جب ہندوستان سے گئے تو اپنے بچوں کے فوٹو لیکر گئے، اتفاق سے ان کی ایک آٹھ سالہ بچی تھی اس کا بھی فوٹو لے کر گئے، کسی شیخ سے ان کی دوستی تھی انہوں نے وہ فوٹو دکھلائے کہ یہ میرا بیٹا ہے، یہ بیٹی ہے، یہ فلاں ہے، انہوں نے ایک فوٹو کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے؟ کہا کہ یہ میری بیٹی ہے کتنے سال کی ہے بتایا آٹھ سال کی ہے، شیخ نے کہا کہ تم نے اپنی بچی کو برقع نہیں پہنایا، آٹھ سال کی بچی ہوگئی اس کو تم نے پردے میں نہیں رکھا اور تم ہمیں دکھا رہے ہو؟ آج کل، ہم سعودی عرب والوں کو کہتے ہیں، ان کے اندر خامیاں نکالتے ہیں نہیں معلوم ان کی کتنی خرابیاں گنواتے ہیں، لیکن دوستو! آج بھی ان میں جو خوبیاں ہیں، جو اچھائیاں ہیں۔ خدا کی قسم ہمارے یہاں قیامت تک بھی پیدا نہیں ہوسکتیں، آج بھی ان کے یہاں اصول ہے کہ جب بچہ دس سال کا ہو گیا تو جس کمرے میں اس کی بہنیں رہتی ہیں، اس کو

کمرے میں آنے کی اجازت نہیں ہے، اوپر ہو یا نیچے جس حصے میں بہنیں رہتی ہیں اس حصے میں بھائی کو آنے کی اجازت نہیں، اتنا پردہ ہے اہل عرب میں ہمارے یہاں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے میں نے کئی مرتبہ یہ بات کہی اور کہتا بھی ہوں، خدا کی قسم میں دل سے بہت ہی مغموم ہو کر کہتا ہوں کہ ہمارے یہاں جو رسم و رواج ہیں وہ آج تک بھی ختم نہیں ہوئے، بنگلور میں شادیاں ہوتی ہیں تو عورتیں دولہا سے ایسے ملتی ہیں جیسے یہ دولہا اسی کیلئے ہے، سینکڑوں عورتیں دولہا سے ملتی ہیں، گلے ملتی ہیں مصافحہ ہوتا ہے، بے حیائی اور بے شرمی کا بازار بالکل گرم رہتا ہے اور کسی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ یہ بات کہہ دے کہ بھائی یہ شریعت میں گناہ ہے۔ (ماخوذ، خطبات حبان، جلد ششم، ص/143)

برقع سادہ استعمال کرو

آج کل عورتیں برقعہ ضرور پہنتی ہیں لیکن منہ کھلا رہتا ہے اور برقعہ ایسی زیب و زینت کا ہوتا ہے کہ راستہ میں ہر آدمی ادھر متوجہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے ہماری مائیں اور بہنیں برقعے سادہ استعمال کریں تاکہ نامحرم لوگوں کی نظروں سے حفاظت ہو۔ ویسے بھی راستوں میں عورتوں کو بناؤ سنگھار کے ساتھ چلنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔

حضور اکرم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زَمِّلُوْنِی، زَمِّلُوْنِی'' ''مجھے چادر یا کمبل اڑھا دو''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دوسری مخلوق نظر آرہی ہے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا آپ گھبرائیں نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں فرمائیں گے۔ اس دوران آپ کو بار بار جبرئیل علیہ السلام نظر آتے تو آپ گھبراتے، ام المؤمنین نے اپنے سر سے اوڑھنی اتار دی اور پوچھا اب بھی

وہ نظر آرہا ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اب غائب ہوگیا ہے۔ام المؤمنین نے پھر سر ڈھانپ لیا اور پوچھا اب نظر آرہا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اب نظر آرہا ہے۔ تو حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائیں نہیں یہ فرشتہ ہے۔ یہ نوری مخلوق ہے۔ کیوں کہ فرشتہ اس گھر میں داخل نہیں ہوسکتا جس گھر میں عورت کھلے سر رہتی ہو۔اس سے معلوم ہوا کہ عورت کیلئے گھر میں رہ کر بھی اوڑھنی استعمال کرنی چاہئے۔تا کہ گھروں میں فرشتوں کا نزول رہے۔

بے پردگی کا گھریلو نقصان دیکھئے

حضرت حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: میں حرم میں تھا کہ میرے شیخ مولانا ابرارالحق صاحب کے پاس ایک خط آیا کہ میری بیوی میرے بھائی سے محبت کرنے لگی ہے اور رو رہی ہے کہ مجھے کوئی تعویذ پلاؤ، اب تم مجھے اچھے نہیں لگتے۔ بتایئے! شوہر سے کہہ رہی ہے کہ تمہارے بھائی پر میرا دل آ گیا ہے، مجھے کوئی تعویذ پلاؤ۔تو حضرت نے لکھا کہ اختر کی لکھی ہوئی کتاب ''روح کی بیماریاں اوران کا علاج'' روزانہ پڑھ کر سناؤ۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ میرے شیخ نے اپنے غلام کی کتاب کو پڑھنے کے لیے لکھا اور اس کتاب میں میری کیا بات ہے سب میرے بزرگوں کی باتیں ہیں، بزرگوں کے ارشادات اِدھر اُدھر سے جمع کر دیے ہیں۔

عورت کا شرعی پردہ نہ کرنا بے وقوفی اور اسلام سے بغاوت ہے

حضرت حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ پردہ مولویوں کی تنگ نظری ہے، زیادہ ضروری نہیں ہے، اس قسم کے خبیث جراثیم جن عورتوں کے اندر گھس گئے ہیں وہ اسمبلیوں میں بکواس کرتی ہیں اور اخباروں میں پردے کے خلاف بیان دیتی ہیں ان کا بیان نا قابلِ بیان ہے کیوں کہ بے حیائی اور بے غیرتی پر مبنی ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ڈھاکہ کی ایک مسجد میں بیان فرمایا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ پردہ ضروری نہیں ہے وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغاوت تو کرتے ہی ہیں، لیکن ان کے اندر عقل کی کوئی کرن موجود نہیں، ان کے اندر حماقت کی بیماری ہے۔ اس پر بعض لوگوں نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق دامت برکاتہم سے پوچھا کہ حضرت! جو لوگ پردے کے مخالف ہیں وہ بے وقوف کیوں ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو قرآن و حدیث کی دلیل سے پردے کا ضروری ہونا ثابت کرتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ نہیں! عقل سے ثابت کیجیے، تو حضرت نے فرمایا کہ تعجب ہے! تمہارے اندر قرآن و حدیث کی کوئی عظمت نہیں، جب تک عقل میں نہ آئے مانتے ہی نہیں ہو۔

ایک چھوٹے سے چھ سال کے بچے نے اپنے عقل پرست دہریہ ٹیچر کو ایسا دنداں شکن جواب دیا تھا کہ وہ منہ دیکھتا رہ گیا۔ وہ دہریہ ٹیچر کہہ رہا تھا کہ جو چیز نظر نہ آئے ہم اس کا وجود تسلیم نہیں کر سکتے۔ اس لیے بغیر دیکھے ہم خدا کو کیسے مانیں؟ تو وہ بچہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ سر! اجازت ہو تو ایک بات کہوں؟ ٹیچر نے کہا کہ کہو۔ بچے نے کہا کہ آپ نے کبھی عقل کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ عقل کو تو نہیں دیکھا۔ بچے نے کہا کہ بغیر دیکھے آپ کسی چیز کا وجود تسلیم نہیں کرتے تو میں آپ کو بے عقل کہہ سکتا ہوں۔ استاد شرم سے پانی پانی ہو گئے اور اپنا سا منہ لے کے رہ گئے۔ ایک بچے نے دماغ ٹھیک کر دیا۔ (گناہوں سے بچنے کا راستہ، ص/18)

حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت نے فرمایا کہ اب عقلی دلیل بھی سن لو۔ یہ بتاؤ کہ دودھ کو بلی سے بچاتے ہو یا کھلا رکھتے ہو؟ سب نے کہا کہ ہم دودھ کو بلی سے بچا کر نعمت خانے میں رکھتے ہیں جس میں جالی لگی ہوتی ہے تا کہ بلی نہ پی جائے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ روٹیوں کو چوہوں سے بچاتے ہو یا ایسے ہی کھلا رکھ دیتے ہو تا کہ چوہے کھا جائیں؟ انہوں کہا کہ

روٹیوں کو چوہوں سے بچا کر رکھتے ہیں۔ پھر حضرت نے پوچھا کہ گوشت جب خریدتے ہو تو چیلوں کو دِکھاتے پھرتے ہو یا اس کو جھولی میں رکھ کر چھپاتے ہو؟ کہا حضرت! چیلوں سے بہت ڈرتے ہیں اور گوشت کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ حضرت نے پوچھا کہ نوٹوں کو تم کہاں رکھتے ہو؟ جب ماہانہ تنخواہ ملتی ہے تو چار پانچ ہزار ایسے ہی کُھلا لیے چلتے ہو یا اندر کی جیب میں رکھتے ہو اور جیب پر بھی ہاتھ رکھے رہتے ہو جیب کتروں کے ڈر سے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ جب تم نوٹوں کو چُھپانا ضروری سمجھتے ہو، دودھ کو بلی سے بچاتے ہو اور گوشت کو چیلوں سے بچاتے ہو تو کیا یہ تمہاری بہو بیٹیاں تمہاری روٹیوں سے کمتر ہیں، دودھ سے کیا ان کی قیمت کم ہے، کیا یہ گوشت سے زیادہ بے قیمت ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا اچھا یہ بتلاؤ دودھ کو خود طاقت ہے کہ بلی کے پاس پہنچ جائے؟ گوشت کو طاقت ہے کہ چیل کے پاس اُڑ جائے؟ روٹیوں کو طاقت ہے کہ چوہوں کے پاس خود دوڑ کر چلی جائیں؟ نوٹوں کی گڈیوں کو طاقت ہے کہ اُڑ کر جیب کتروں کے پاس پہنچ جائیں؟ لیکن عورتوں کے اندر طاقت اور صلاحیت ہے کہ یہ خود بھی کھنچ کر بھاگ سکتی ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کہ بلی اگر دودھ پی لے اور ایک کلو میں ایک پاؤ چھوڑ گئی تو بقیہ دودھ کیا آپ پی سکتے ہیں یا نہیں؟ سب نے کہا کہ پی سکتے ہیں۔ پھر حضرت نے پوچھا چوہے اگر روٹی کتر گئے اور آپ کو بھوک شدید ہے تو چوہوں کی کتری ہوئی روٹی آپ کھا سکتے ہیں؟ سب نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر حضرت نے پوچھا جیب کترے نوٹ چرا کر لے گئے، لیکن بعد میں ان کو خوف آیا اور دس ہزار کی گڈی واپس کر گئے تو کیا نوٹوں میں کوئی عیب لگا؟ وہ نوٹ آپ استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ سب نے کہا جی حضرت بالکل کر سکتے ہیں، اس میں کوئی عیب کی بات نہیں۔ پھر حضرت نے پوچھا اچھا چیل گوشت اڑا کر لے گئی، تھوڑی دیر بعد پھر آئی اور بقیہ گوشت گرا گئی، اس گوشت کو دھو کر آپ پکا سکتے ہیں یا نہیں؟ یا وہ عیب دار ہو گیا؟ کیا شریعت

میں اس کا کھانا ممنوع ہے؟ مفتی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، پوچھ لو، ایسے گوشت کو آپ دھو کر پکالیں تو بلا کراہت کھا سکتے ہیں، چور اگر نوٹ چرا کر لے جائیں اور پھر واپس کر دیں تو نوٹوں میں کوئی عیب نہیں لگتا، بلی اگر دودھ پی کر چھوڑ دے تو دودھ میں عیب نہیں لگتا، چوہے اگر روٹی کتر لیں تو روٹی عیب دار نہیں ہوتی، لیکن کسی کی بہو بیٹی کو کوئی چور اٹھا کر لے جائے خواہ ایک رات کے لیے یا ایک دن کے لیے تو سارے خاندان کا سر نیچا ہوجاتا ہے، وہ لڑکی عیب دار ہوگئی۔ یہ جو روزانہ آپ اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ فلانے کی بیٹی اغوا ہوگئی، تھانے میں رپورٹ کراؤ، مگر خاندان کا سر تو نیچا ہوجاتا ہے، اس کا رشتہ بھی نہیں لگتا کہ بھئی اس خاندان کی بیٹی دو دن کے لیے غائب ہوگئی تھی یا کسی کے ساتھ بھاگ گئی تھی۔

پھر یہ ظالم کس منہ سے کہتے ہیں کہ پردہ غیر ضروری ہے، کس منہ سے کہتے ہیں کہ یہ اولڈ فیشن اور پرانے طریقے چھوڑنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ عقل کی ایک کرن بھی ان کے دماغ میں نہیں ہے، ان کے اسکرو ڈھیلے ہوچکے ہیں، شیطان ان کے اسکروؤں کو لوز کر چکا ہے، اصل میں یہ خباثت اور نفسانیت میں مبتلا ہیں، ورنہ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جاپان، لندن، برطانیہ، امریکا، تھائی لینڈ، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، پولینڈ جتنے بھی لینڈ ہیں جہاں بین الاقوامی اور انٹرنیشنل طور پر آج تم نے عورتوں کو دولتِ مشترکہ بنا رکھا ہے وہاں بے پردگی اور بے حیائی کے جدید فیشن سے کیا فائدہ پہنچا ہے؟ سوائے اس کے کہ ان کا نسب ثابت کرنا مشکل ہے، آج کسی انگریز کا حلالی ثابت کرنا مشکل ہے، چناں چہ برطانیہ کے بعض دوستوں نے بتایا کہ کسی انگریز سے اگر باپ کا نام پوچھ لو تو بُرا مان جاتا ہے، چناں چہ پاسپورٹ وغیرہ میں ولدیت میں ان کی ماں کا نام لکھا جاتا ہے۔ غلامانہ ذہنیت رکھنے والے ان فیشن پرستوں سے کہتا ہوں کہ اب بتاؤ! پردے پر تمہیں کیا اِشکال ہے۔ اس کے علاوہ نسب کی حفاظت نہ ہونے سے انگریزوں کو اپنے ماں باپ کی محبت نہیں ہوتی، کیوں

کہ ان کی رگوں میں ماں باپ کا خون نہیں ہے، مشترکہ خون ہے، اس لیے ان کے ماں باپ جب بڈھے ہو جاتے ہیں تو شہر سے باہر پولٹری فارم کی طرح ایک جگہ بنائی ہوئی ہوتی ہے جس کا نام اولڈ ہاؤس ہے اس میں ان کو رکھتے ہیں اور سال میں ایک دفعہ جا کر مل آتے ہیں اور ایک بسکٹ، ایک ڈبل روٹی دے دیا اور سمجھے کہ حق ادا کر دیا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ! دردِ دل سے کہتا ہوں کہ ان دشمنوں، ان بے وقوفوں کے پیچھے مت چلو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر چلو، ان کی سنتوں کو زندہ کرو، ساری دنیا آپ کو بُرا کہے آپ برداشت کریں اور کسی کی پروانہ کریں ؎

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
پیشِ نظر تو مرضیٔ جانانہ چاہیے
پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے



سحر، ساحرین، جنات اور شیاطین سے نجات کا مجرب نسخہ

سلسلہ کے تمام حضرات اس مضمون کو بار بار پڑھ کر حرزِ جان بنالیں اور پورا پورا استفادہ کریں۔

﴿حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نہایت قیمتی ملفوظات﴾

﴿جنات کیسے بھاگتے ہیں؟﴾

فرمایا: سالک طریقت کی پیشانی کے نور سے مومن جنات گرویدہ ودیگر جنات وشیاطین بھاگ جاتے ہیں، یہ نور ازلی ہوتا ہے، ہر پریشانی میں موجود ہوتا ہے، لیکن مستور ہوتا ہے، نفس کی کدورت کی جھلی اس نور کو محجوب کئے ہوتی ہے۔

نفس جب کدورت سے پاک ہوتا ہے تو یہ نور منور ہوجاتا ہے، جگمگا اٹھتا ہے، ورنہ کسی اور طرح یہ حجاب نہیں اٹھ سکتا، بھاویں سوسو حیلے کرو، قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال جنات وشیاطین کو جلا دیتا ہے، کوئی بھی تاب نہیں لاسکتا۔

﴿قرآن شریف شیطان کو کیسے جلاتا ہے﴾

فرمایا: سالک جب قرآن شریف کی تلاوت میں محو ہوتا ہے قرآن مجید کے نور کے جلال سے ہمزات شیاطین لاغر نحیف اور بے بس ہوکر توبہ توبہ کرنے لگتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال شیطان کو جلا دیتا ہے، تلاوت قرآن، نماز، ذکر ان تینوں میں ہر مرض سے کلی شفاء ہے، ان تینوں کی کثرت مساوی ہو یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیا ہے۔

شیطان سے بچنے کا ہتھیار

فرمایا: دیکھئے بیت اللہ، اللہ تعالیٰ کا گھر ہے ابرہہ نے چاہا تھا کہ اس گھر کے اوپر قبضہ

جمائے، اللہ تعالی نے ابابیلوں کو مسلط کر دیا، انہوں نے کنکریاں مار مار کر اس کے پورے لشکر کو کھائے ہوئے بھس کی طرح بنا دیا، بالکل اسی طرح انسان کا دل اللہ تعالی کا گھر ہے، اگر شیطان اس کی طرف قدم بڑھانا چاہے تو آپ لا الہ الا اللہ کی ضربوں سے اور اللہ اللہ کے الفاظ سے اس کے اوپر پتھروں کی بوچھاڑ کیجئے، پھر دیکھئے کہ اللہ آپ کو شیطان سے محفوظ فرما لیں گے اور قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ۔

(سورہ الاعراف، آیت:201)

ترجمہ: بلاشبہ جنہوں نے تقوی اختیار کیا جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال بھی ان کو چھوتا ہے تو وہ اللہ کا ذکر کر لیتے ہیں تو ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔



(حضرت مولانا) **محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی**

خلیفہ ومجاز بیعت

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حضرت حاذق الامت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹیؒ

خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلالآبادیؒ

خلیفہ ومجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ : سلسلۂ چشتیہ منظومہ: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

سلاسل اربعہ کے مشائخ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ مشائخ کا شجرہ انفرادی اور اجتماعی طور پر پڑھنے سے مصائب دور، مسائل حل اور مقاصد پورے ہوتے ہیں، اسلئے باجازت شیخ اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

حمد ہے سب تیری ذات کبریا کیواسطے
اوردر ودونعت ختم الانبیاء کیو ا سطے

اورسب اصحاب وآل مجتبی کے واسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے کے واسطے

بالخصوص ان اولیائے باصفا کے واسطے
مولوی اشرف علی شمس الہدی کے واسطے

حاجی امداداللہ ذوالعطا کے واسطے
حاجی عبدالرحیم اہل غزا کے واسطے

شیخ عبدالباری شہِ بے ریا کے واسطے
شاہ عبدالہادی پیر ہدے کے واسطے
شاہ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے
شہ محمداور محمدی اتقیا کے واسطے
شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے
بوسعید اسد اہل ورا کے واسطے
نشہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کیواسطے
عبدقدوس شہ صدق وصفا کیواسطے
اے خدا شیخ محمد راہنما کے واسطے
شیخ احمد عارفِ صاحب عطاء کیواسطے
احمد عبدالحق شہ ملکِ بقا کیواسطے
شہ جلال الدین کبیر اولیاء کے واسطے
شیخ شمس الدین ترک باضیا کیواسطے
شیخ علاالدین صابر بارضا کیواسطے
شہ فریدالدین شکر گنج بقا کے واسطے
خواجہ قطب الدین مقتول دلا کیواسطے
شہ معین الدین حبیب کبریاء کے واسطے
خواجہ عثمان با شرم وحیا کے واسطے
خواجۂ مودود چشتی پارسا کے واسطے
شاہ بویوسف شہ شاہ وگدا کیواسطے
بومحمد محترم شاہِ وِلا کے واسطے

احمد ابدال چشتی باسخا کے وا سطے
شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کیوا سطے
خواجہ ممشا دعلوی بوالعلا کیوا سطے
بوہبیرہ شاہ بصری پیشوا کیوا سطے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کیوا سطے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کیوا سطے
شیخ حسن بصری امام اولیاء کیوا سطے
ہا دی عالم علی شیر خدا کیوا سطے
سرور عالم محمد مصطفے کے وا سطے
یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے وا سطے
یاحق اپنے عاشقان باوفا کیو اسطے
یارب اپنے رحم واحسان وعطا کیوا سطے
کر رہا ئی کا سبب اس مبتلا کیو اسطے
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کیوا سطے
ہے عبادت کا سہارا عابدوں کیو اسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کیوا سطے
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کیوا سطے
اپنے لطف ورحمت بے انتہا کیوا سطے



معمولات

صبح و شام

معمولات اور ان کی تعداد کم ہوں یا زیادہ مشائخ اپنے مریدین ومتوسلین کو ان کے حسب احوال ارشادفرماتے ہیں۔راقم السطور مندرجہ ذیل طریقے پر سالکین طریقت وعاشقان حق کی رہنمائی کا ادنی فریضہ انجام دیتا ہے۔

﴿طبقۂ اولیٰ﴾

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حکیم الامتؒ کے بعض ذاتی معمولات یہ تھے ۔تہجد کے بعد آپ اس طرح معمولات کو شروع فرماتے:

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِی عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِی بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ ____________ 3،بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْه ____________ 100 بار

درود شریف۔ ____________ 100 بار

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ ____________ 200 بار

اِلَّا اللّٰه۔ ____________ 400, بار

اَللّٰهُ اللّٰه۔ ____________ 600, بار

اَللّٰهُ۔ ____________ 100 بار

تلاوت کلام پاک کم ازکم ایک پارہ مع سورۂ یسین شریف۔

مناجات مقبول حضرت حکیم الامتؒ۔ ایک منزل

شام کے معمولات

استغفار۔ ______ 100، بار

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ ______ 100، بار

درود شریف۔ ______ 100، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

طبقۂ ثانیہ صبح کے معمولات

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِي بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ ______ 3، بار

أَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ ______ 100، بار

درود شریف۔ ______ 100، بار

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ ______ 100، بار

اَللہُ اللہ۔ ______ 100، بار

اللہ۔ ______ 100، بار

کم از کم سورۂ یسین شریف کی تلاوت، زیادہ سے زیادہ تلاوت کی کوئی حد نہیں۔

مناجات مقبول حکیم الامتؒ ہر روز۔ ______ ایک منزل

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

شام کے معمولات

استغفار۔ ______ 100، بار

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ ______ 100، بار

درود شریف۔ ______ 100، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

طبقۂ اولیٰ کیلئے حسب طاقت صبح میں

سورۂ اخلاص۔ ________________ 100، بار

تیسرا کلمہ، سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَر۔ ________ 100، بار

طبقۂ اخیر کیلئے صبح کے معمولات

لَا اِلٰهَ اِلَّا الله۔ ________________ 33، بار

أَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ اِلَيْه۔ ________ 33، بار

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَآلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ ________ 33، بار

قرآن شریف کی تلاوت کم از کم دس آیتیں۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

شام کے معمولات

لَا اِلٰهَ اِلَّا الله۔ ________________ 33، بار

استغفار۔ ________________ 33، بار

درود شریف۔ ________________ 33، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

عشاء کی نماز کے بعد وتر سے قبل دو یا چار رکعت تہجد ہر طبقہ کیلئے۔



{مؤلف کا تعارف}

نام	:	محمد علاء الدین قاسمی ابن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب۔
ولادت و پیدائش	:	مقام و پوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا گھنشیام پور، ضلع دربھنگہ بہار (انڈیا)
ابتدائی تعلیم	:	ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔
عربی اول	:	جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)
عربی دوم، سوم	:	مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)
اعلیٰ تعلیم	:	عربی چہارم تا دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند (یوپی)
فراغت	:	سنہ ۱۹۹۱ء

بعد فراغت مصروفیات

درس وتدریس : درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر۔

حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں: فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری۔

موجودہ مصروفیات : خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔



مؤلف کی مشہور کتابیں

۱۔ رمضان المبارک سے محرم الحرام تک۔
۲۔ اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے۔
۳۔ نکاح اور طلاق۔
۴۔ حج گائیڈ۔
۵۔ چالیس حدیثیں۔
۶۔ جادوٹونا، اور کہانت کا حکم۔
۷۔دس عظیم صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات۔
۸۔ وعظ وادب کا خزانہ۔
۹۔ عظمت قرآن۔
۱۰۔ مسائل حاضرہ۔
۱۱۔ قربانی کے ضروری مسائل۔
۱۲۔ اصلاح کا تیر بہدف نسخہ ۔
۱۳۔ چراغ اصلاح۔
۱۴۔تکبر ایک وبال ہے۔
۱۵۔تنقید ایک بُری عادت ہے۔
۱۶۔جنت کے حسین محلات اور لذیذ ونفیس نعمتیں۔
۱۷۔تراویح کا پیسہ لینا جائز نہیں۔
۱۸۔رمضان المبارک کو نفع بخش اور مقبول بنانے کے صحیح طریقے۔

۱۹۔قیامت کی آخری علامتیں۔

۲۰ تصوف کی اہمیت وضرورت۔

۲۱۔غیبت ایک گندہ عمل ہے۔

۲۲۔اصلاح کے قیمتی موتی۔

۲۳۔اصلاح کے اہم نسخے۔

۲۴۔اخلاص اور اخلاق۔

۲۵۔اصلاحی واقعات جلد، اوّل۔

۲۶۔اصلاحی واقعات جلد دوم۔

۲۷۔اصلاحی واقعات جلد سوم۔

۲۸۔دعاء کا صحیح طریقہ۔

۲۹۔اصلاح کا مبارک سفر۔

۳۰۔قربانی کی شرعی حیثیت۔

۳۱۔پنج وقتہ نماز اور ان کے ضروری مسائل۔

۳۲۔محرم الحرام تاریخ وشریعت کے آئینے میں۔

۳۳۔عہدہ ومنصب کا حریص، رسوائی اور وبال کا طالب ہے۔

۳۴۔اتحاد واتفاق کے بغیر آپ کی جماعت کا فیل ہونا طے ہے۔

۳۵۔علماء کرام اصلاح کی روحانی چھاؤں میں۔

۳۶۔مزارات اولیاء کرامؒ اور ان کے فیوض وبرکات برحق ہیں۔

۳۷۔اصلاحی واقعات جلد چہارم۔

۳۸۔رجب المرجب اور شعبان المعظم پر ایک تحقیقی مطالعہ۔

۳۹۔عورت کا حجاب خدا کا حکم ہے۔

﴿بیعت سے آدمی پاک صاف ہوجاتا ہے﴾

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں میرا بیعت ہونے کو بہت جی چاہتا تھا، مگر ہمت نہیں ہوتی تھی کیونکہ مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ اگر بیعت ہونے کے بعد بھی گناہ ہوتے رہے تو بیعت ہونے سے کیا فائدہ؟ اس لئے پہلے حضرت میرے ناپاک ہاتھوں کو اس قابل کر دیں کہ حضور کے پاک ہاتھوں میں دے سکوں، احقر کی عرض مذکور پر تمثیلاً فرمایا کہ: ایک دریا تھا اس کے پاس ایک ناپاک اور میلا کچیلا آدمی آیا اس دریا نے کہا کہ آ تو میرے پاس آجا۔ اس نے کہا کہ میری بھلا کیا مجال ہے میں تیرے پاس آسکوں، تو بالکل صاف وشفاف، میں بالکل نجس، پلید، ناپاک، دریا نے جواب دیا تو تو اس حالت میں میرے پاس آنے نہیں پاتا اور بغیر میرے پاس آئے اور میرے اندر نہائے پاک ہو نہیں سکتا، تو بس ہمیشہ کیلئے دوری ہی رہی، ارے بھائی پاک ہونے کی تدبیر بھی تو یہی ہے کہ بس آنکھیں بند کر کے بلا پس وپیش میرے اندر کود پڑ بس، پھر فوراً ہی میرے اندر سے ایک ایسی موج اٹھے گی جو تیرے سر پر ہو کر گذر جائے گی اور آن کی آن میں تیری ساری نجاستوں کو دھو کر تجھے سر سے پاؤں تک بالکل صاف کر دے گی۔ (اشرف السوانح، ج/2، صفحہ/51)

نوٹ:

اس مضمون کو طباعت کے وقت بیک فرنٹ پر ڈالیں